Iqbal Library

انداز بیاں اور

راجہ مہدی علی خاں

نام کتاب .... انداز بیان اور

نام مصنف .... راجہ مہدی علی خاں

تعداد ۵۰۰/

مطبوعہ .... یونین پریس ۔ دہلی

قیمت ۵/-

ناشر .... مکتبہ اردو دہلی

NAZ PUBLISHING HOUSE
DELHI

KASHMIR UNIVERSITY
Iqbal Library
Acc. No 305458
Dated 14-3-00

ALLAMA IQBAL LIBRARY
305458

ST 01

مقدّمہ

زندگی کی کروٹوں سے تحصیل مسرت کا رجحان، حیرت، استعجاب اور تجسس کے شدید جذبے کے تابع ہے اور یہ جذبہ اس بات کا مقتضی ہے کہ ناظر زندگی کے مختلف پہلوؤں کا ایک نئے زاویۂ نگاہ سے مطالعہ کرے، یہی وجہ ہے کہ ایک بچّے کے لیے تحصیل مسرت کے امکانات زیادہ روشن ہوتے ہیں، وہ زندگی کے مختلف مظاہر کو جب پہلی بار دیکھتا ہے تو اسے حیرت آمیز مسرت حاصل ہوتی ہے، جو زندگی کا متاع گراں بہا ہے۔

راجہ مہدی علی خاں کی نظمیں تحصیلِ مسرت کی جو ایک عمدہ مثال پیش کرتی ہیں اس میں زندگی اور اس کی کروٹوں کو ایک نئے زاویے سے دیکھنے کی وہ روش ہی نہیں ملتی جو بچپن کا طرۂ امتیاز ہے بلکہ زندگی سے مسرت اخذ کرنیکا وہ رجحان بھی ملتا ہے جو بچّے سے مخصوص ہے جہاں تک زندگی کے عام مظاہر کو ایک نئے زاویے سے دیکھنے کا سوال ہے راجہ صاحب کے ہاں اس رجحان کے نقوش بہت روشن ہیں اول تو یہی دیکھئے کہ نظم میں ان کا میدان سنجیدہ شعری تخلیق کی بجائے مزاحیہ تخلیق ہے اور مزاح کی نمو تازگی اور نئے پن کے بغیر ممکن ہی نہیں بے شک ایک سنجیدہ شعری تخلیق کی عظمت اس بات میں ہے کہ یہ گزرگاہِ خاص و عام سے ہٹ کر ایک نئی راہ تراشتی ہے تاہم اگر یہ نئی راہ نہ تراشے تو بھی کم سے کم گوارا اور قابل برداشت ضرور ثابت ہوتی ہے لیکن مزاح کی دنیا کا انداز قطعاً نرالہ ہے، مزاحیہ تخلیق اگر

سے تحریک پاتی ہے۔ مثلاً جب وہ کسی شے کو ٹوٹتے، بگڑتے یا بد شکل ہوتے دیکھتا ہے تو بے اختیار ہنسنے لگتا ہے، راجہ مہدی علی خاں نے اپنی نظموں میں زندگی کے عام مظاہر کے مضحک پہلوؤں کو پیش کر کے موخرالذکر مسرت کے حصول کے مواقع بہم پہنچائے ہیں اور اگرچہ ناظر کا ذوقِ مزاح بلند تر حیثیت رکھتا ہے، تاہم ناظر کی ہنسی ناہمواریوں کے وجود ہی سے پیدا ہوتی ہے، اور یہ ناہمواریاں بچپن سے متعلق بگڑی ہوئی یا بد شکل صورتوں ہی کا ارتقائی روپ ہیں۔

(ڈاکٹر) وزیر آغا۔

میری نظموں کا دوست

(۱)

میں نے اپنے حافظے پر بہت زور دیا ہے، بہت دور دور تک نظریں دوڑادی ہیں تعجب ہے کہ اس وسیع وعریض دنیا میں اپنا کوئی دوست کوئی ہم خیال، کوئی خیر خواہ نظر نہیں آیا، کوئی کتا، بلی تک مجھ سے ملتفت نہیں ہوا اپنا بخدا

لیکن میری نظموں کا کم از کم ایک دوست اس دنیا میں ضرور ہے شاید اسی وجہ سے مجھے اپنی نظموں سے جلن سی ہوگئی ہے، یہ مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتیں، اور میری دوسری آنکھ شاید ہے ہی نہیں، البتہ اپنی تیسری آنکھ سے میں نے اس دنیا پر چند اچٹتی ہوئی نگاہیں ضرور ڈالی ہیں اور بقدر ظرف جو کچھ دیکھ سکا یا محسوس کر سکا، اسے اکثر قافیے اور ردیف کے ساتھ اور کبھی کبھی اس کے بغیر بھی لکھ دیئے۔

میں اپنی نظموں کے "دوست" سے کبھی نہیں ملا، وہ یہاں سے بہت دور سرحد پار رہتا ہے، اپنی نظموں کے علاوہ میں اس سے بھی جلتا ہوں، شاید اس لئے کہ وہ بھی ایک شاعر ہے، صرف شاعر ہوتا کوئی اتنی بری بات نہ تھی، لیکن مصیبت یہ ہے کہ وہ مجھ سے بہتر شاعر ہے، بات برداشت کرنے کی نہیں ہے۔ تاہم بادلِ ناخواستہ میں شاید اسے بھی رو دھو کر برداشت

کرلینا، لیکن جب اس کے خطوں سے یہ حقیقت کسی عدالت عالیہ کے منصفانہ فیصلے کی طرح مجھ پر ثابت ہو گئی کہ وہ مجھ سے بہتر انسان بھی ہے تو معاملہ حدِ ضبط سے باہر ہو گیا۔ اپنی "نظموں کے دوست" کا یہ قصور میں کبھی معاف نہیں کر سکتا۔ اس کے کیرکٹر کا اندازہ لگانے کے لئے صرف اتنی بات لکھ دینا کافی ہو گی، کہ وہ کسی بری چیز کو "برا" کہنے کی بجائے "کم اچھا" کہتا ہے۔ ظالم!

کہتے ہوئے جی جلتا ہے لیکن حقیقت ہے کہ "میری نظموں کا دوست" ایک عظیم الشان نقّاد ہے، ایک اعلیٰ پائے کا ادیب ہے اور شاعر ایسا کہ دیکھ کر رشک ہو، پڑھ کر جی جلے۔ شاعری کے ساتھ مصوری بھی کرتا ہے تاکہ آرٹ کی اس صنف میں بھی کسی دوسرے کے لئے جگہ نہ رہے۔ مصور تو سات جانے پہچانے رنگوں کی آمیزش سے تصویریں بناتے ہیں، یہ ان گنت رنگوں کی آمیزش سے اپنی نظموں کے پس منظر میں اور کبھی کبھی لفظ لفظ کے پیچھے رنگا رنگ تصویریں بنا دیتا ہے کہ پڑھنے والے دنگ رہ جاتے ہیں کہ وہ ان تصویروں کو دیکھیں یا ان نظموں کو پڑھیں اس طرح وہ اپنے شیدائیوں کے لئے مصیبت بنا ہوا ہے اور اب تو اس ظالم نے افسانے بھی لکھنے شروع کر دیئے ہیں، اور افسانے بھی ایسے کہ مجھ جیسا آدمی پوچھنے پر مجبور ہو جائے کہ ؎

"وہ فتنے" آدمی کی "خانہ ویرانی" کو کیا کم تھے؟

جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں اپنی نظموں کے دوست سے میری

ملاقات کبھی نہیں ہوئی، البتہ ان خطوں میں وہ اکثر دکھائی دیا ہے جو میرے خطوں کے جواب میں مجھے اکثر اس کی طرف سے موصول ہوتے رہے ہیں، انہی خطوں میں میں نے اسے پڑھا بھی ہے ممکن ہے وہ آپ کو ایسا دکھائی نہ دے جیسا کہ میں نے اسے دیکھا ہے پایا ہے لیکن آپ تو اسے دونوں آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں گے تیسری آنکھ سے آپ نے آپ نے اسے نہیں دیکھا ہوگا۔

اس کی شاعری دنیا میں میری اکثر اس سے ملاقات ہوتی ہے، اپنی دنیائے تصور میں بھی میں نے بارہا اسے دیکھا ہے۔ چاندنی راتوں میں پُر اسرار دشت پیمائی کرتے، گرجتے بادلوں کے نیچے بڑبڑاتے، جنگل میں بوڑھے درختوں سے دوستی کرتے، کھنڈروں میں آدھی رات کو ہواؤں میں اپنے خیالات کے دیئے جلاتے، اداس وادیوں میں تنہائیوں سے لڑتے جھگڑتے سر بہ خم آبشاروں کو اور بھی زیادہ خاکساری کی خاموش تلقین کرتے قوسِ قزح کے پل پر چڑھتے اور اترتے، برف کی ٹوپیاں اوڑھے ہوئے "وحشی پہاڑوں" سے تبادلہ خیالات کرتے، چمنستاں میں خوبصورت تتلیوں کو ٹوکتے۔

وہ ہماری دنیا سے بہت دور اپنی دنیا میں رہتا ہے، اسے جنگلوں اور ویرانوں سے بہت محبت ہے، وہ جنگل میں کسی ندی کے کنارے یا کسی چشمے پر یا کسی بارش بوڑھے برگد کے تلے بیٹھ کر دنیا وما فیہا کو بھول جاتا ہے۔ جنگل کے پرندے اسے بے آزار سمجھ اس کے سامنے کسی پیڑ پر آ بیٹھتے ہیں، اسے حیرت سے دیکھتے ہیں، اس پر رحم دکھاتے ہیں،

اسے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں، جب وہ کسی طرح ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تو وہ مارے غصے کے بطور گالی کے "خاموش کہیں کا" کہہ کر مسرت کی تلاش میں کہیں دور اڑ جاتے ہیں، سفید خرگوش دبے پاؤں اس کے قریب آتے ہیں، شاعری کے بارے میں اس سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں، قریب آکر "فون فون" کی آوازیں لگاتے ہیں، وہ بے حس و حرکت بیٹھا رہتا ہے، تو وہ اس کا منہ چڑا کر "سرپٹ" بھاگ جاتے ہیں، جنگل کے ہرن اپنے دوستوں کو اکٹھا کر کے پتوں اور ڈالیوں کی اوٹ لے کر اس کے قریب آجاتے ہیں اور اشارے ہی اشارے میں ایک دوسرے کو بتاتے ہیں "دیکھو وہ بیٹھا ہے! وہ!!"

"اپنی نظموں کے دوست" سے میری خط و کتابت ہمیشہ "کام کی باتوں تک محدود رہی ہے، جب کبھی میں نے اسے حدود سے باہر لانا چاہا، مجھے ناکامی ہوئی، خطوں میں ہزاروں کروڑوں باتوں کا جواب نہایت صفائی سے گول کر جانا اس کا محبوب مشغلہ ہے اس کے بارے میں اگر کوئی بات معلوم کرنی ہے تو اس سے نہیں پوچھتے، اس کے لئے اس کے پڑوسیوں سے خط و کتابت کرنی پڑتی ہے۔

ایک سال کے عرصے میں اس کے بارے میں مجھے صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ وہ صبح ناشتہ کرتا ہے، دوپہر کو کھانا کھاتا ہے، چار بجے چائے پیتا ہے اور رات کو کھانا کھا کر سو جاتا ہے مہینے میں ایک بار "اڈیٹر" "ادبی دنیا" سے ملنے اپنا شہر چھوڑ کر لاہور جاتا ہے، ان سے کوئی بات کرتا ہے یا بغیر بات

کئے واپس آجاتا ہے، یہ بات ابھی تک مجھے معلوم نہیں ہو سکی، اسی شام کی گاڑی سے واپس آجاتا ہے، ٹرین میں کسی سے بات نہیں کرتا، اپنے ساتھ ایک ملازم رکھتا ہے، اگر کوئی اسے سلام تو نوکر اس کی طرف سے سلام کا جواب دیتا ہے اگر کوئی اس بات پہ حیرت زدہ ہو تو نوکر اسے بتا دیتا ہے کہ "صاحب ذرا بات چیت کم کرتے ہیں، مجھے انہوں نے اسی کام کے لئے نوکر رکھا ہے۔

لاہور سے دور اپنے شہر کے نواح میں "شور و شر" سے چھپ کر رہتا ہے، لیکن اینٹ پتھر کے مکان میں نہیں بلکہ متانت اور سنجیدگی کی اونچی اونچی دیواریں اپنے ارد گرد کھڑی کر رکھی ہیں۔ ان پہ ازلی اور ابدی خاموشی کی چھت ہے، آنگن میں بے خودی کے پھول کھلے ہیں، دیواروں پر جگہ جگہ نہ دکھائی دینے والی تصویریں آویزاں ہیں، ڈرائنگ روم میں فلسفہ اس کا فرنیچر بن گیا ہے گھر میں اس میں اس کے چاروں طرف جگہ جگہ "طاق ہائے نسیاں" ہیں جہاں ہر وقت عجیب و غریب روشنیوں کے چراغ جلتے رہتے ہیں۔

آپ کچھ بھی کہیں مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ سال میں صرف ایک آدھ مرتبہ وہ بات کرتا ہے اجب خزاں آ کر اس سے پوچھتی ہے "میں جاؤں" تو وہ اثبات میں سر ہلا دیتا ہے پھر بہار اپسیرا دائیں سمیٹتی بڑے ادب سے اس کے پاس آ کر سلام کرتی ہے اور کہتی ہے "میں آؤں" تو وہ جواب میں مسکرا کر "ہاں" کا اشارہ کر دیتا ہے، عموماً سال میں اس کی یہ پہلی یا دوسری مسکراہٹ ہوتی ہے، اس کے بعد کوہ و بیابان، دشت و جبل اور چمن پھولوں سے بھر جاتے ہیں، کم از کم میں

نے اسے یوں ہی دیکھا ہے، جس شخص سے آپ ملتے ہیں وہ اسی نام کا کوئی اور ہوگا۔

ایک مرتبہ اپنی "نظموں کے دوست" سے ملاقات کا شوق حد سے بڑھ گیا تو چونکہ میری صحت پاکستان کا لمبا سفر کرنے کی اجازت نہیں دیتی تھی، میں نے خطوں میں وقتاً فوقتاً اس کا مزید تعارف کرنا چاہا، آخری خط میں مجھے اچھی طرح یاد ہے میں نے یہ پوچھا تھا کہ نظم نگاری اور "ادب نویسی" کے علاوہ آپ کا شریفانہ شغل کون سا ہے؟ اللہ کی قسم خط کی ان تمام باتوں کا جواب تو تھا جو میری نظموں کے بارے میں تھیں، لیکن اس سوال کا جواب بالکل غائب تھا میں یہ سمجھ کر خاموش ہوگیا کہ "میری نظموں کا دوست" شاید کوئی خفیہ تجارت کرتا ہوگا یا بردہ فروش ہوگا، کسی کے خفیہ راز پوچھ کر اسے شرمندہ نہیں کرنا چاہیئے، یہ ہے "میری نظموں کے دوست" کی مختصر ترین کہانی۔

(۲)

آپ یہ سوچ رہے ہوں گے کہ میں اپنے متعلق یا اپنی نظموں کے متعلق کچھ کم لکھ رہا ہوں اور "اپنی نظموں کے دوست" کے متعلق زیادہ، ٹھیک ہے، لیکن آپ کو شاید معلوم نہیں کہ اس وقت جو آپ میری نظمیں پڑھنے والے ہیں، یا پڑھ رہے ہیں، ان کا مصنف بھی "میری نظموں کا دوست" ہی ہے،

میں نے ایک خط میں محض تفریحاً بڑی غیر سنجیدگی سے اپنی چند نظمیں مولانا صلاح الدین احمد کو بھیجی تھیں اور لکھا تھا کہ "پڑھ کر چاک کر دیجیے"، لیکن میری یہ نظمیں شاید مولانا صلاح الدین نے "میری نظموں کے دوست" کو بھیج دیں

اور اس کے بعد یہ سب گڑبڑ شروع ہوگئی۔

میں نے اپنے خط میں "اپنی نظموں کے دوست" کا بھی ذکر کیا تھا اور ان سے پوچھا تھا کہ "وہ کون ہے" اس کا نام بڑا دلچسپ ہے، کیا وہ کوئی ایرانی ہے" مجھے اس کا نام "بانٹ" کر رہا ہے، میں اس شخص سے خط وکتابت کرنا چاہتا ہوں" اس زمانے میں میں "اپنی نظموں کے دوست" سے ناواقف تھا، اور اس کی ایک بھی نظم ادب کی دنیا سے لاکھوں میل دور ہونے کی وجہ سے اب تک میری نظروں سے نہیں گذری تھی۔

ایک دن یکایک میرے نام "میری نظموں کے دوست" کا خط آگیا، جس میں اس نے میری نظموں کے مبالغہ آمیز انداز میں بہت تعریف کی تھی، اگر مجھے اپنے نظموں کے دوست کی طرف سے یہ مبالغہ آمیز داد نہ ملتی اور مجھ پر اور لکھنے کا زور نہ دیا جاتا تو مجھے کبھی معلوم نہ ہوتا کہ مجھے لکھنا چاہیئے مطلب یہ کہ نظمیں میں نے نہیں لکھیں "بزور شمشیر" مجھ سے لکھوائی گئی ہیں، اسی لئے میں اپنے موجودہ دور کی تمام نظموں کو اسی شاعر کی تخلیق سمجھتا ہوں، البتہ یہ بات اب تک میری سمجھ میں نہیں آسکی اور صدیوں تک نہیں آئے گی کہ متانت اور سنجیدگی کے اس پہاڑ کو میری غیر سنجیدہ و غیر شریفانہ نظمیں کیوں پسند ہیں۔

میری نظموں کو مجموعے کی صورت دینے کا ذمہ دار بھی "میری نظموں کا دوست" ہی ہے میں نے بہت سمجھایا تھا کہ ان نظموں کو مجموعے کی صورت دے کر پبلک کی دل آزاری نہ کی جائے، لیکن وہاں کون سنتا تھا، خطوں میں جسے چھوٹا بھائی بنایا تھا، وہ اپنی سنجیدگی اور متانت کا رعب ڈال کر "بڑا بھائی" بن

چکا تھا، لاکھ سمجھایا کہ دیکھو رعب ڈال کر "بڑا بھائی" بننے کی کوشش مت کرو، لیکن اس "دو پیٹھان" کے سامنے اس راجپوت کو ہار ماننی پڑی، راجپوتوں میں یہ بڑی کمزوری ہے کہ طاقت ور اور بہادر ہونے کے باوجود آخر میں بیچارے ہار جاتے ہیں، اب میری یہ حالت ہے کہ میں اس عالم ہوش و حواس میں صرف "دو ہستیوں" سے خائف ہوں، آسمان کے خدا سے اور زمین کے اس "دو پیٹھان" سے

اگر ان نظموں کو پڑھ کر خدانخواستہ آپ مجھے داد دینا چاہیں تو اس داد کا مستحق بھی "میری نظموں کا دوست" ہے، اگر آپ مجھ پر بیداد کرنا چاہیں تو اس کی مستحق بھی یہی پر اسرار ہستی ہے، اگر آپ بیکار ہیں، آپ کو اور کوئی کام نہیں تو فوراً اسی شہر کا رخ کیجئے جہاں "میری نظموں کا دوست" چھپ کر رہتا ہے، آپ اسی کے مکان کے سامنے احتجاجی مظاہرے کیجئے، اس کے خلاف مشاعرے برپا کیجئے، بغیر قافیوں کے نظمیں یا غزلیں لکھئے قانونی یا غیر قانونی چارہ جوئی کیجئے، جیسا بھی آپ کا موڈ ہو، میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔

اگر کسی صاحب کو یہ مجموعہ اس قیمت میں مہنگا معلوم ہو جو انہوں نے اس کے خریدنے پر صرف کی ہے تو دام واپس کرنے کی ذمہ داری البتہ میں اپنے سر لیتا ہوں، یہ رقم آپ کبھی بھی بمبئی میرے غریب خانے پر تشریف لا کر واپس طلب کر سکتے ہیں، لیکن یہ شرط صرف پاکستانی کرم فرماؤں کے لئے ہے، ہندوستان والے مجھ پر بگڑنے کی بجائے، پاکستان جا کر "میری نظموں کے دوست" پر فوجداری کریں۔

اگر آپ اس کتاب کی قیمت لینے کے لئے کسی وجہ سے بمبئی تشریف

نہ لاسکیں تو صبر کیجئے، اس کا اجر آپ کو آخرت میں ملے گا، لیکن اگر خدا نے آپ کو صبر کی دولت سے مالا مال نہیں کیا اور آپ مغلظات پر اتر آنا چاہتے ہیں اور یہ مغلظات آپ مجھ تک پہنچائے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے تو جس طرح شرفا ہر قسم کی خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ بھی درج کر دیا کرتے ہیں، میں نے بھی ایک شریف آدمی کی طرح ترسیل مغلظات کیلئے اپنا پورا پتہ نیچے درج کر دیا ہے

جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے، میری نظموں کا اس دنیا میں صرف ایک دوست ہے، میری نظموں کو ایسا دوست کبھی نہیں ملے گا، حقیقت ہے کہ یہ نظمیں میں نے اسی کے لئے لکھی ہیں، جب اس سے میرے تعلقات ختم ہو جائیں گے تو نظموں کا یہ سلسلہ بھی ختم ہو جائیگا، میری نظموں کی زندگی اور موت اسی کے ہاتھ میں ہے جی چاہتا ہے کہ پاکستان جا کر اپنی نظموں کے اس دوست سے کبھی ملوں، لیکن مجھے یقین ہے کہ جونہی میں اس کے مکان پر جا کر دستک دونگا یا اندر اپنا وزیٹنگ کارڈ بھیجوں گا وہ اپنے مکان کی پچھلی دیوار میں جلدی سے نقب لگا کر کہیں جنگلوں میں بھاگ جائے گا۔

اچھا ہے کہ یہیں بیٹھ کر ہر روز اس کے خط کا انتظار کیا کروں، جو میری تاریک اور خاموش زندگی میں کبھی کبھی باغ جنت کے چاند کی طرح طلوع ہو کر مجھے ابدی مسرتوں کے طوفان میں بہائے جاتا ہے۔

۲۵ جنوری سنہ ۱۹۶۱ء

راجہ مہدی علی خاں

چور کی دُعا

اے خالقِ ہر ارض و سما وقتِ دعا ہے
بندے پہ ترے آج عجب وقت پڑا ہے
پہلے بھی ہر آفت سے مجھے تو نے بچایا
دائم رہا مجھ پہ ترے الطاف کا سایا
جب نام ترا لے کے کوئی نقب لگائی
ہر کام کی تدبیر مجھے تو نے سجھائی
سچ تو یہ ہے کتوں کو سلا رکھتا ہے تو ہی
میرے لئے دروازہ کھلا رکھتا ہے تو ہی
انصاف کے پنجے سے مجھے تو نے چھڑایا
اور دامِ حوالات میں اوروں کو پھنسایا

دل میں بہت ارمان لئے نکلا ہوں گھر سے
ایسا نہ ہو ناکام میں لوٹوں تیرے در سے
ناجی کوئی ڈاکو نہیں چھوٹا سا ہوں اک چور
رحم آتا ہے بندوں پہ، بہت دل کا ہوں کمزور
مجھ سے کبھی گاڈریج کے تالے نہیں ٹوٹے
تیری ہی قسم میں نے کبھی بنک نہ لوٹے
چھ سات سو مل جائے تو بندے کو ہے کافی
وہ چور نہیں ہوں جو کرے وعدہ خلافی
اس چھت پہ کمند اپنی میں پھینکوں گا گھما کر
ہمت دے مجھے اتنی کہ چڑھ جاؤں میں فرفر
بسم اللہ! ارے واہ میں ، میں قربان
کیا خوب لگی ہے کمند! اللہ تیری شان

خرگوشوں کی منزل

کوئی شکاری بار بار بن میں ہمارے آئے کیوں؟
چونکیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ڈرائے کیوں؟

گھر نہیں، جھونپڑی نہیں، کٹیا نہیں، مکاں نہیں
بیٹھے ہیں جنگلوں میں ہم کوئی ہمیں بھگائے کیوں؟

کان کھڑے نہ کیوں کریں، گھاس میں کیوں نہ ہم چھپیں
کھٹکا ذرا بھی ہو اگر کوئی جھک نہ جائے کیوں؟

بن میں ہمارے جو بھی آئے، مزے سے وہ کیوں
آئے ہزار بار خود کتوں کو ساتھ لائے کیوں؟

امی سے مار کھا کے بھی، خوش کوئی کس طرح رہے
پانی مزے سے کیوں پیئے، گھاس مزے سے کھائے کیوں؟

کہتا تھا اک شکاری یہ "آئیں گے ہم ضرور یہاں
جس کو ہو اپنی جاں عزیز بن میں وہ گھر بنائے کیوں؟"

چڑیاں نہ چہچہائیں کل، سوئیں ہم دوپہر تک
بند ہے بن کا مدرسہ کوئی ہمیں جگائے کیوں؟

چار بجے

بیٹھے بٹھائے ہو گئی گھر میں مار کٹائی چار بجے
میرے بزرگوں نے مجھ کو تہذیب سکھائی چار بجے

الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ "دعا" نے کام کیا
امی اور ابا نے مل کر میرا کام تمام کیا
آج محلے بھر میں گونجی میری دہائی چار بجے
میرے بزرگوں نے مجھ کو تہذیب سکھائی چار بجے

ناحق ہم مجبوروں پہ یہ تہمت ہے مختاری کی
کتنی خوشی سے ہم نے اپنے پٹنے کی تیاری کی
سارے گھر میں ہم نے کیسی دھوم مچائی چار بجے
میرے بزرگوں نے مجھ کو تہذیب سکھائی چار بجے

بی ہمسائی تو کیوں آئی تجھ کو شاید علم نہیں
یہ میرے پٹنے کا منظر ہے، کوئی اچھی فلم نہیں
تو مرا یہ "میٹنی شو" کیوں دیکھنے آئی چار بجے
میرے بزرگوں نے مجھ کو تہذیب سکھائی چار بجے

چائے کی میز پہ میں نے کچھ کچھ نقص نکالے فوڈ میں تھے
ہائے ری قسمت امی ابا دونوں ہی کچھ موڈ میں تھے
بیٹھے بیٹھے ان کو سوجھی میری کھلائی چار بجے
میرے بزرگوں نے مجھ کو تہذیب سکھائی چار بجے

تیرے حکم بنا اے داتا پتہ تک نہیں ہلتا ہے
میں تو جانوں تیرے ہی در سے مجھ کو سب کچھ ملتا ہے
تھینک یو! تھینک یو! تو نے کرائی میری ٹھکائی چار بجے
میرے بزرگوں نے مجھ کو تہذیب سکھائی چار بجے

بچوں کی توبہ

ہم نے بکری کے بچوں کو کمروں میں نچانا چھوڑ دیا
ناراض نہ ہو دادی ہم نے ہر شوق پرانا چھوڑ دیا
ڈیڈی کے سوٹ پہن کر ہم صوفوں پر ڈانس نہیں کرتے
سارے گھر کی بنیادوں کو اب ہم نے ہلانا چھوڑ دیا
دادا ابا کا ادب چشمہ بکرے کو نہیں پہناتے ہم
نانا ابا کی لٹھیا اب ہم نے چھپانا چھوڑ دیا
بندر کو سہرا باندھ کے ہم دولھا نہ بنائیں گے امی
اب گھونگٹ کاڑھ بندریا کو ڈولی میں بٹھانا چھوڑ دیا
ندیا کے گہرے پانی میں کھاتے نہ کئی دن سے غوطے
گھر ہی میں پڑے اب سڑتے ہیں ندیا پہ نہانا چھوڑ دیا
اب صبر کے میٹھے پھل آپی بھر بھر کر کھاتے ہیں
مالن کو بنا بیٹھے خالہ، مالی کو رلانا چھوڑ دیا

گھر میں بیٹھے سادھو بن کر اب علم کی مالا جپتے ہیں
خرگوشوں کے پیچھے جنگل میں کتوں کو بھگانا چھوڑ دیا
پنجروں میں بند جو رہتی تھیں وہ پھر سے اڑا دیں سب چڑیاں
مرغوں میں صلح کراتے ہیں، مرغوں کو لڑانا چھوڑ دیا
اب ہم نے کبھی کھانا کھا کر کپڑوں سے ہاتھ نہیں پونچھے
دیکھو کئی دن سے دھوبی نے رونا چلانا چھوڑ دیا
ہر ایک بغاوت چھوڑی ہے ہر ایک شرارت رخصت ہے
اب گھر میں فرشتے آتے ہیں شیطان نے آنا چھوڑ دیا
ہم سے پھر بھی ناراض ہو کیوں؟ کیا تم سوتیلی امی ہو؟
اپنے ان پیارے بچوں کو اب سنہ بھی لگانا چھوڑ دیا
جن آنکھوں میں روز شرارت تھی ان آنکھوں آنسو اب دیکھو
ماں آپ کی پیاری آنکھوں کو اب ہم نے رلانا چھوڑ دیا
ہے گھر کی فضا سہمی سہمی غمگین ہیں بچوں کے چہرے
کب ہنس کے کہو گی اے بچو اب ہم کو ستانا چھوڑ دیا

ننھی جوگن خدا کی تلاش میں

اے خدا جنگل میں چھپ کر تجھ سے ملنے آئی ہوں
جیب میں تھوڑی مٹھائی بھی چھپا کر لائی ہوں
تجھ کو کیا معلوم کتنا چاہتی ہوں میں تجھے
تجھ کو تھوڑا دیکھ لوں تو چین آ جائے مجھے
آسماں پر میں نے دیکھا دور بینوں سے تجھے
ڈھونڈتی پھرتی ہوں پورے دو مہینوں سے تجھے
آسماں پر چاند تاروں کے سوا کچھ بھی نہیں
جنگلوں میں دیودارں کے سوا کچھ بھی نہیں
جھاڑیوں میں بھی نہیں ہے تو وہاں خرگوش ہیں
تیری خاطر بن کے جوگی بن میں جو روپوش ہیں

میری امی باہر آ جاتی ہیں برقع اوڑھ کر
تو کبھی برقع میں بھی آتا نہیں مجھ کو نظر

آج کل پردہ کوئی کرتا نہیں تیرے سوا
چھوڑنے والی ہیں اب امی بھی پردہ اے خدا
چوری چوری مجھ سے مل جائیں بہت ہی نیک ہوں
امی کہتی ہیں کہ لاکھوں لڑکیوں میں ایک ہوں
پورے پانچ آنے فقیروں کو میں دے کر آتی ہوئی
ہاتھ میں چھوٹی سی اک تسبیح لے کر آئی ہوں
تجھ کو خوش کرنے کی خاطر جھوٹ بھی نہ بولا آج
کیا کروں جب اپنے سر پر رکھ لیا نیکی کا تاج
جنگلوں میں آگئی سب اپنی گڑیاں چھوڑ کر
میں تو جوگن بن گئی ہوں تجھ سے ناتے جوڑ کر
چھپ کے رامی سے وظیفہ بھی پڑھا کل رات کو
تاکہ وہ سن لیں نہ تیری اور میری بات کو
سات راتیں "توبہ استغفار" بھی پڑھتی رہی
آگے ہی آگے میں تیری راہ میں بڑھتی گئی
آدھی روٹی کھائی ہے اور ساتھ بس تھوڑی سی پیاز
آگئی ہوں بن میں لے کر اپنی ننھی "جانماز"
اک اگربتی بھی لائی ہوں ابھی سلگاؤں گی
کر کے آنکھیں بند تیرے دھیان میں کھو جاؤں گی
آنکھ میں آنسو ہیں اور تیرے لئے ہے دل اداس

آ بھی جا اب آ بھی جا کوئی نہیں ہے آس پاس
لگ رہا ہے ڈر مجھے جنگل بہت سنسان ہے
حوصلہ چھوٹا سا ہے، ننھی سی میری جان ہے
دیکھ کر تجھ کو اکیلی بھیڑیا گر آ گیا
اور آ کر تجھ نگوڑی کو وہ ظالم کھا گیا
دیکھ کر چھوٹی سی یہ تسبیح اور یہ "جانماز"
تو بہت روئے گا اے میرے خدائے بے نیاز
پھر یہ سب چیزیں مری امی کو تو دے آئے گا
کچھ نہیں تو منہ سے بولے گا تو روتا جائے گا
تجھ سے جب پوچھیں گی امی کیا ہوا جی کیا ہوا؟
دیکھ کر امی کا چہرہ اتنا گھبرایا ہوا
تو نہیں یہ کہہ سکے گا تیری "بالو" مر گئی
میری خاطر اپنی ماں کی گود خالی کر گئی
روئے گا پچھتا کے جب تو جنگلوں میں بار بار
بھیڑیئے کے پیٹ میں روؤں گی میں بھی زار و زار
کیسے پونچھوں گی ترے آنسو بہت گھبراؤں گی
تو بلائے گا، مگر کیسے میں باہر آؤں گی
اپنی اتنا چاہنے والی کو مت برباد کر
آسمانوں سے اتر کر اب مرا دل شاد کر

گر نہیں آتا پھر اک کام کر دینا میرا
یہ ضروری کام ہے مت بھول جانا اے خدا
جب تجھے فرصت ملے امّی سے کہہ آنا کبھی
تھوڑی سی برفی منگا کر نیاز دلوا دے مری
اور فرشتوں سے بھی کہہ دینا میرے اچھے خدا
میرا نام اس چھوکری نے آکے جنگل میں لیا
بھیڑیے کے پیٹ سے جنت میں لے جانا اسے
بھول سے دھوکے سے دوزخ میں نہ پھینک آنا اسے

محترمہ مسز الّو اور اُن کے بچّے

(۱)

امّی میں اور بھیا کل اک شاخ پہ بیٹھے اونگھ رہے تھے
باغ کی بھینی بھینی خوشبو، چونچ سے اپنی سونگھ رہے تھے
ہم پر سپنے پھینک رہا تھا، دُور سے سورج کالا کالا
آدھے سوئے تھے آدھے جاگے، دُور ابھی تھا رین اُجیالا
اتنے میں اس پیڑ کے نیچے، آئے دو اسکول سے بچّے
ایک اشارا کر کے بولا "دیکھو دو اُلّو کے پٹھے"
ان کی گالی سن کر امّی، رونے لگے ہم دونوں بھائی
بھاگ گئے "وہ دونوں" ڈر کر ہم نے ایسی رار مچائی
اپنی گول آنکھوں سے امّی، ہم کوئی دو سو آنسو روتے
اوڑھ کے سپنوں والی چادر۔ الّو، بلّو۔ آج نہ سوتے

امی ابا تو کہتے تھے، ہم دونوں اچھے بچے ہیں
پھر وہ بچے کیوں کہتے ہیں ہم دو الو کے پٹھے ہیں

۲

"آؤ ادھر اے پیارے بچو اماں تم پر اپنی جاں وارے
پونچھ لو اپنی گول آنکھوں سے، لمبے لمبے آنسو پیارے
سچ کہتی ہوں تم دونوں ہو، ایک حسین الو کے بچے
تم کو جو آکر دے گئے گالی، وہ ہوں گے الو کے پٹھے

نگوڑا

تو ہی جا کوٹھے پہ سوسن میں تو بس اب جا چکی
توبہ توبہ کون واں جائے گا میں باز آ چکی
جب کبھی میں اوپر ہوں جاتی
سامنے اس کو ہوں پاتی
وہ نگوڑا مجھ کو تنگ کر جانے کیوں کہتا ہے ہائے"
اب کہو سوسن کوئی کیا خاک اس کوٹھے پر جائے
دس دفعہ میں کل گئی جب
کیا بتاؤں اُف میرے رب
دس دفعہ ہی میں نے پایا اس کو اپنے سامنے
مجھ کو تنگ تنگ کر لگا کم بخت دل کو تھامنے

آ ذرا کوٹھے پہ جائیں
آؤ ہمیں چیزیں سکھائیں

اس نگوڑے مردود کو سنہ لگائیں گے نہ ہم
وہ جدھر ہوگا ادھر چیزیں سکھائیں گے نہ ہم

پھول اور کانٹا

جھٹپٹے کے وقت شیشم کے درختوں کے تلے
مل رہی تھی جب ہوا مسرور شاخوں سے گلے
جب زمینِ خلد منظر کیف سے معمور تھی
شام کی دیوی محبت کے نشے میں چور تھی
شہر کی ویراں سڑک پر مجھ کو اک لڑکی ملی
نیلگوں ملبوس میں مورت چھپی تھی نور کی
ساتھ اپنے دھول اڑاتے جس طرح موجِ ہوا
جس طرح سے پھول کے ساتھ ایک کانٹا ہو لگا
تھام کر اس مہ لقا کا عطر سے آلودہ ہاتھ
نوجواں بھی آرہا تھا ایک اس کے ساتھ ساتھ

KASHMIR UNIVERSITY
Iqbal Library
Acc. No. 2

بنتِ عُمر

لڑکی:- نہیں آتی تو کیا ہے، ہم تمہیں انگلش پڑھا دیں گے
کتابیں مت منگانا سب کی سب ہم کل ہی لا دیں گے

لڑکی:- نہیں اس کی ضرورت کیا ہے یہ تکلّف مت کیجئے
مناسب ہے یہی بی۔ اے کا پہلے امتحاں دیجئے

لڑکا:- کسی کی فکر میں کیوں آ رہے تم کو پسینے ہیں؟
ابھی تو امتحاں میں ٹھیک پورے نو مہینے ہیں

لڑکی:- جی ہاں یہ ٹھیک ہے لیکن مجھے ڈیڈی پڑھا دیں گے
وہ کل ہی کہہ رہے تھے سب کتابیں مجھ کو لا دیں گے

لڑکا:- انہیں فرصت کہاں ہے؟ کیوں انہیں تکلیف دیتی ہو
میں جب کہتا ہوں تم کوئی بہانہ ڈھونڈ لیتی ہو

لڑکی :- بہت رہتی ہے چنچم دھاڑ بچوں کی اس گھر میں
پڑھے گا خاک کوئی اتنا واویلا ہو جس گھر میں

لڑکا :- ارے ہر شام کنج باغ میں ہم بیٹھ جائیں گے
اٹھے آندھی یا طوفاں، ہم تمہیں انگلش پڑھائیں گے

لڑکی :- اجی چھوڑو یہ باتیں اپنا دل تم کر چکے ہو گُم
کہو نا صاف! مجھ سے عشق کرنا چاہتے ہو تُم

درزی اور لارڈ کرزن

سرور:- ادھر دیکھئے اک نظر بندہ پرور
کہ ملنے کو تشریف لائے ہیں سرور
ذرا اپنے چہرے سے زلفیں ہٹا کر
ہمیں دیکھئے اک نظر مسکرا کر
یہ "دیوانِ غالب" یہ "دیوانِ حالی"
یہ ہے "داستانِ امامِ غزالی"
تلاش ان کو کرتا رہا ہوں مہینوں
بڑی مشکلوں سے ملی ہیں یہ تینوں
میں بارش میں بھی آج پھرتا رہا ہوں
میں کیچڑ میں سڑکوں پہ گرتا رہا ہوں

نہ مجنوں کبھی یہ کٹھن کام کرتا
کہ وہ ایسے موسم میں آرام کرتا
مگر میں چراغ محبت جلا کر
انہیں ڈھونڈ لایا اندھیروں میں جا کر
بس اب مجھ سے تم "شکوہ" تک نہ کہنا
اسی طرح بے درد خاموش رہنا
جب آیا انہیں گھر میں مصروف دیکھا
انہیں "دفتر دل" سے "موقوف" دیکھا
مشینوں پہ کپڑے سئے جا رہے ہیں
رومالوں پہ بخیے کئے جا رہے ہیں
جہیز اپنا سینا اری اے حسینا
مگر میرا چاک گریباں نہ سینا
ارے اس مشین کو میں کھڑکی سے پھینکوں
ہوئی کتنے ٹکڑے ہیں اوپر سے دیکھوں
یہ "ڈر کوپ" ہے اور ڈرپوک
مگر پھینک دینے پہ رو رو کے ہاریں
ہنستا ہوں تم کو تو ہنستی نہیں ہو
پھنستا ہوں تم کو تو پھنستی نہیں ہو

ارے میرے اللہ بڑی ہے یہ پگلی
نہیں چل سکے گی محبت کی جگلی
لگا ہیں اٹھا کر ادھر دیکھ درزن
کھڑا ہے تیرے سامنے لارڈ کرزن
یہ پتیّ! ارے

رضیہ :- چلو چھوڑ دو مسٹر یہ بکواس کب تک
تم اس گھر میں ترٹ پو گئے یہ آس کب تک
کبھی لڑکیاں ایسے پھنستی نہیں ہیں
ہنساؤ تو بے درد ہنستی نہیں ہیں
برا ہے محبت میں ڈائرکٹ ہونا
پسند آ کے بھی ایسے ریجکٹ ہونا

سرور یہ کمرے میں کتنی ہوا آ رہی ہے
یہ زلفوں کو بے کار الجھا رہی ہے
کہو تو میں کھڑکی کا پردہ گرا دوں؟
قریب آ کے چہرے سے زلفیں ہٹا دوں
یہ کمبخت کتنا الجھتی ہیں تجھ سے
الجھنا یہ تجھ سے الجھنا ہے مجھ سے

مچلتا رہوں کب تلک دور رہ کے
قریب آؤں میں ایک دو تین کہہ کے؟

؞؞؞؞؞

رضیہ:- کم از کم رہو سو قدم دور مجھ سے
چپت ورنہ کھاؤ گے بھرپور مجھ سے
چلے آئے پھر عشق کا ساز لے کر
بلاؤں میں امّی کو آواز دے کر؟
امّی دیکھئے یہ ؞؞؞؞؞؞؞

؞؞؞؞؞؞؞؞

سرور:- ارے رے رے خاموش بس بس
ابھی بس ابھی جا رہا ہوں میں واپس
میرے عشق کو پاؤں سے تم رگید و
مگر ان کتابوں کی "قیمت" تو دید و
مگر یاد رکھو کہ قیمت بڑی ہے
ہے برکھا کا موسم ملن کی گھڑی ہے

رضیہ:- برکھا کا موسم جہنم میں جائے
نہ "شیطان" کوئی میری "جنت" میں آئے

مجھے یاد ہے کل درختوں کے پیچھے
گھنی ،،عشق پیچان،، کی بیلوں کے پیچھے
لیا تھا جب تم نے اِک ہاتھ میرا
ستایا بہت مجھ کو جی بھر کے چھیڑا
بہت کچھ تمہیں پیشگی دے چکی ہوں
نہ پھر مانگنے کی قسم لے چکی ہوں
لئے اپنا دل بھاگ جا لارڈ کرزن
نہیں تو تمہیں پیٹ دے گی یہ ورزن

بھائی بہن

لے کے اپنی اداؤں کے لشکر
وہ دبے پاؤں گھر سے آتی ہے
چاند حیرت سے اس کو تکتا ہے
سوچتا ہے کدھر یہ جاتی ہے

گلستاں کی حسیں ہواؤں میں
اس کی ہر اک مراد کھلتی ہے
دن میں کہتی ہے جس کو وہ بھائی
رات کو چھپ کر اس سے ملتی ہے

فیصلہ

محبت کروں تجھ سے میں اے حسینہ؟
مگر میری صورت کچھ اچھی نہیں ہے
یہی سوچتا ہوں کروں پھر بھی کوشش
مگر تیری صورت کچھ اچھی نہیں ہے
چلو پھیر لیں اپنی اپنی نگاہیں
نہ تم ہم کو چاہو نہ ہم تم کو چاہیں
☆☆☆

آخری گالی

پھر وہی چھیڑیں پیار کی باتیں آپ نہیں باز آئیں گے؟
دیکھئے ہم اٹھ کر چل دیں گے، آپ نہیں گر جائیں گے؟
قوس قزح چولہے میں جائے کالی گھٹا کو آگ لگے
کیا ہم دیکھ نہیں سکتے ہیں، آپ ہمیں دکھلائیں گے؟
آنکھیں ہماری اچھی ہیں تو آپ کو ان سے کیا مطلب
جیسی بھی ہیں آپ اب ان کے پیچھے ہی پڑ جائیں گے؟
آپ نے تصویریں مانگی تھیں ہم نے بس یوں ہی دیدیں
کیا معلوم تھا آپ اب ان سے دل کا محل سجائیں گے؟
بُری بُری نظریں چہرے پر ڈال رہے ہیں اُف توبہ
ہم اپنے دونوں گالوں کو جا کے ابھی دھو آئیں گے

اتنے لمبے لمبے خط ہم کیسے پڑھیں ہائے اللہ
جب بھی آئیں گے ساتھ اپنے کوئی مصیبت لائیں گے
ہم پر آپ نے نظمیں لکھ دیں، اس پہ بھی ہم خاموش رہے
نظموں کے بعد آپ تو ہم پر نثر بھی اب چپکائیں گے
یہ جھمکے، یہ سینٹ، یہ نظمیں عشق کا سب سازوساماں
اب واپس لے جائیے صاحب بس میں نہیں ہم آئیں گے
ہم کہتے ہیں شہر میں ہوں گی نوسو لڑکیاں کم سے کم
یہ کیا ضد ہے پیار کی مالا ہم ہی کو پہنائیں گے
کر لیجئے رضیہ سے محبت ہم پر کیجئے نظر کرم
وہ بیچاری پھنس جائے گی ہم اس کو سمجھائیں گے
عظمت بھی اچھی خاصی ہے اس سے لڑا لیجئے آنکھیں
آپ اس بندی کی خاطر کب تک زحمت فرمائیں گے
خالد صاحب آتے ہیں تو کیسے کہیں ہم ومت آؤ،
آتے ہیں تو ہم کیوں روکیں کھا تو نہیں وہ جائیں گے
دیکھئے ہاتھ لگایا تو ہم ڈر کر شور مچا دیں گے
امّی، ابّا، پھپھو، خالہ، دوڑ کے سب آجائیں گے
پہلے ہم کو بہن کہا، اب فکر ہمیں سے شادی کی
یہ بھی نہ سوچا بہن سے شادی کرکے کیا کہلائیں گے

ـــــ ٭٭٭ ـــــ

مولوی صاحب کا خواب

دیکھتا تھا میں جس کو چھپ کے
اپنے حجرے کی کھڑکی سے

جس کے لئے تعویذ کرائے
ندی نالوں میں ڈلوائے

اس کے گھر میں جا پہنچا ہوں
بالکل اس کے پاس کھڑا ہوں

گھر میں بیٹھی ہے وہ اکیلی
ماں ہے پاس، نہ کوئی سہیلی

پردہ اس نے چھوڑ دیا ہے
برقعہ اس کا دور گرا ہے

چہرے پہ خوشبو دار پسینہ
اٹھرے جوبن باغی سینہ

گوری گوری چنچل باتیں
وصل کی خواہاں شوخ نگاہیں

سر پر لاکر ہاتھ جتاتی
لے کر اک دل پھینک انگڑائی

کہتی ہے چھوڑو قاضی واضی
میں بھی راضی، تم بھی راضی

ــــ ٭٭٭ ــــ

ادیب کی محبوبہ

تمہاری الفت میں ہارمونم پہ میرؔ کی غزلیں گا رہا ہوں
بہتر ان میں چھپے ہیں نشتر، جو سب کے سب آزما رہا ہوں

بہت دنوں سے تمہارے جلوے خدیجہ مستور ہو گئے تھے
ہے شکرِ باری کہ سامنے اپنے آج پھر تم کو پا رہا ہوں

لحاف عصمت کا اوڑھ کر تم فسانے منٹو کے پڑھ رہی ہو
پہن کے بیدی کا "گرم کوٹ" آج تم سے آنکھیں ملا رہا ہوں

تمہارے گھر ن۔ م۔ راشد کالے کے آیا سفارشی خط
مگر تعجب ہے پھر بھی تم سے نہیں ہیں کچھ فیض پا رہا ہوں

بہت ہے سیدھی سی بات میری نجانے تم کیوں نہیں سمجھتیں
قسم خدا کی کلامِ غالب نہیں میں تم کو سنا رہا ہوں

تمہاری زلف سیہ پہ تنقید کس سے لکھواؤں تم ہی بولو
شری عبادت بریلوی کو میں تار دے کر بلا رہا ہوں
میں تم پہ ہوں جاں نثار اختر قسم ہے منشی فدا علی کی
بہت دنوں سے میں تم پہ ساحر سے جادو ٹونے کرا رہا ہوں
اگر ہو تم ہاجرہ تو پھر مجھ سے مل کے مسرور کیوں نہیں ہو؟
تمہارے آگے اوپندر ناتھ اشک بن کے آنسو بہا رہا ہوں
حسیں ہو زہرہ جمال ہو تم۔ مجھے ستا کر نہال ہو تم
تمہارے یہ ظلم قرۃ العین کو بتانے میں جا رہا ہوں
میری محبت کی داستاں سن کے رو پڑے جوشِ ملسیانی
سکھا کے پنکھے سے ان کے آنسو ابھی وہاں سے میں آ رہا ہوں
پلا دو آنکھوں سے۔ نا کہ مجھ کو کچھ آلِ احمد سرور آتے
بہت ہیں تم مجھ کو عاشقی کے، پتے بتاؤ گنگا رہا ہوں
میری تباہی پہ چھاپ دیں گے نقوش کا ایک خاص نمبر
طفیل صاحب کے پاس سارے مسودے لے کے جا رہا ہوں
وزیر آغا پٹھان ہیں ساتھ ساتھ یاروں کے یار بھی ہیں
پکڑ کے وہ تم کو پیٹ دیں گے میں کل انہیں ساتھ لا رہا ہوں
حکیم یوسف حسن نے جب میری نبض دیکھی تو رو کے بولے
جگر ہے زخمی تباہ گردے یہ بات تم سے چھپا رہا ہوں

ملیح آباد آج جا رہا ہوں میں جوش لاؤں کہ آدم لاؤں ؟
ہیں دونوں چیزیں وہاں کی اچھی میں لاؤں کیا تلملا رہا ہوں

جو حکم دو واجدہ تبسم کا کچھ تبسم میں تم کو لا دوں
تمہارے ہونٹوں پہ غم کی موجوں کو دیکھ کر تلملا رہا ہوں

فسانہ عشق مختصر ہے، قسم خدا کی نہ بور ہوتا
فراق گورکھپوری کی غزلیں نہیں میں تم کو سنا رہا ہوں

میری محبت کی داستاں کو گدھے کی مت سرگزشت سمجھو
میں کرشن چندر نہیں ہوں ظالم یقین تم کو دلا رہا ہوں

ضرورت رشتہ اور تصویریں

(۱)

ممی اس سے نہیں، توبہ، کمروں گی قدر خاک اس کی
مجھے لگتا ہے ڈر اس سے بہت لمبی ہے ناک اس کی
ہوئی شادی تو پہلا کام ؟ ہیں، ڈائی وورس مانگوں گی
میں اس کی ناک پر کیا اپنا اوورکوٹ ٹانگوں گی
نہیں بابا، نہیں بابا
یہ اچکن پہنے بیٹھے ہیں غلط بولیں گے انگریزی
ہلاکو جیسی آنکھیں ہیں نگاہیں ان کی چنگیزی
میں کوئی ملک ہوں جو مجھ پہ حملہ کرنے آئے ہو
میاں جاؤ۔ میں اک تلوار ہوں کیوں مرنے آئے ہو
نہیں جچتے، نہیں جچتے۔

"وٹامن بی" (۳)

"وٹامن بی" کی کچھ اس میں کمی معلوم ہوتی ہے
میرے اللہ نبض اس کی تھمی معلوم ہوتی ہے
میں بیٹ کرتی ہوں امی، ہوگا یہ بیمار برسوں سے
بچارا اسطنتن ہوگا کم از کم چار نرسوں سے
نہیں امی، نہیں امی

(۴)

بہت خط اس نے بھیجے ایک بھی بھیجا نہ کوٗ لیٹر
میں پچھلے ویک اس سے کر چکی ہوں ڈراپ یہ میٹر
میاں تم مشرقی اور مغربی ہے خاندان اپنا
میں باز آئی محبت سے اٹھا لو پاندان اپنا
نہیں جچتے، نہیں جچتے

(۵)

ممی غنڈہ ہے یہ، اور نام ہے "اے شریف" اس کا
شراب اور بدمعاشی میں نہیں کوئی حریف اس کا
ادھر یہ ڈال کر ڈورے مجھے اپنا بنا لے گا
ہو تم بھی خوب صورت، یہ نظر تم پر بھی ڈالے گا
ارے لڑکی، اری لڑکی

نگاہیں نیچی نیچی نام ہے ایم اے لطیف اس کا
خدایا توبہ توبہ جسم ہے کتنا نحیف اس کا
میری نظروں کا پہلا تیر بھی یہ سہہ نہیں سکتا
یہ مر جائے گا بچارہ یہ زندہ رہ نہیں سکتا
چلو آگے، چلو آگے

(۷)

یہ اس کے منہ پہ "مسٹر ڈر پھٹے منہ" کس نے لکھ ڈالا ہے
یہ میرا کام تھا لیکن شرارت کر گئی خالہ
ذرا ٹھیرو میں اس کے ساتھ خالہ کو پھنسا دوں گی
اسی خالہ کو رد بیگم "ڈر پھٹے منہ" ملیں بنا دوں گی
اری لڑکی، اری لڑکی

(۸)

یہ ایل ایل بی ہے پر اللہ بچائے ان وکیلوں سے
یہ ہر اک بات منوائے گا قانونی دلیلوں سے
مجھے ڈالی ورس یہ بائی فورس دے سکتا جیلوں سے
میرا گھر لوٹ لے گا قرقیوں سے اور اپیلوں سے
نہیں دیکھو پرے پھینکو

(۹)

یہ شاعر ہے یہ ہر لڑکی کو آہیں بھر کے تکتا ہے
جب اکتا جائے گا کہہ دے گا میڈم ہو نہیں سکتا ہے
کرے گا شاعری دن بھر نہیں پیسہ کمائے گا
یہ بھوکا رہ کے راتوں کو گرہ مجھ پر لگائے گا
نہیں امی، نہیں امی

(۱۰)

ارے یہ ڈاکٹر نبضیں حسینوں کی ٹٹولے گا
گنے گا دھڑکنیں دل کی، گریبانوں کو کھولے گا
شریک زندگی بن کر میں جینے کو تو جی لوں گی
جو اس پر شک ہوا میں ٹنکچر آیوڈین پی لوں گی
نہیں بابا، نہیں بابا

(۱۱)

ممی اب بس کرو بس بس، غلط ہیں سب یہ تدبیریں
محبت میں نہ کام آئیں ہیں، تصویریں، تقریریں

جو سچ پوچھو شراب عشق سپ کرتی رہی ہوں میں
وہی اچھا ہے جس سے کورٹ شپ کرتی رہی ہے لیلیٰ
بہت اچھا
بہت اچھا

ایک اور ضرورت رشتہ اور تصویریں

(۱)

پولیس کپتان کی پوتی ہے یہ، اس سے نہیں ممّی
جہاں ڈانٹا، پولیس آجائے گی فوراً وہیں مّی
ذرا دو قوں فوں، کیا تو اپنے ڈیڈی کو بتا دے گی
یہ خود باہر رہے گی اور مجھے اندر کرا دے گی
نہیں ممّی، نہیں ممّی

(۲)

ممّی یہ وہ ہے جو پیٹتے ہیں، ہا کی میچ کھیلی تھی
خوشی سے سیٹھ کی موٹر میں اس نے لفٹ لی تھی

وہ اس گوری پہ کالا ہاتھ اپنا دھر چکا ہوگا
وہ موقع پا کے موٹر میں اسے کس کر چکا ہوگا
نہیں امی نہیں امی

(۳)

عدالت حسن کی ہے بن کے مجسٹریٹ بیٹھی ہیں
یہ شادی کے لیے "ملزم" کو دیتی ڈیٹ بیٹھی ہیں
چھوٹا ان کو تو بولیں گی "عدالت" کر رہے ہو تم
پرے ہٹ جاؤ توہین عدالت کر رہے ہو تم
نہیں امی نہیں امی

(۴)

نئی کیا یہ وہی ہے جس کی تم ہو عاشق و شیدا
یہ ہندی ہو کے کیوں انگلینڈ میں جا کر ہوئی پیدا
سوئٹزرلینڈ میں ہے باپ امریکہ میں ماں اس کی
وہ چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں اس کی
نہیں امی نہیں امی

نہیں امی، نہیں امی

(۸)

ہے ریکٹ ہاتھ میں کیا بیڈمنٹن اس نے سیکھی ہے
تمنا مرچ کی مانند کتنی تیکھی تیکھی ہے
اسی ریکٹ سے اک دن میرا قصہ پاک کر دے گی
یہ میرے عشق کو دو دن میں شٹیل کاک کر دے گی
نہیں امی نہیں امی

(۹)

دکن کی جادوگرنی آئی دام زلف کو کھولے
کہے "قینچی" کو "کھینچی" اور "قسم" کو یہ "خصم" بولے
قسم کھانے کے دھوکے میں "خصم" شاید یہ کھا جائے
میری امی جوانی میں نہ مجھ کو موت آجائے
نہیں امی نہیں امی

(۱۰)

سنا ہے فنِ موسیقی میں ماہر ہے یہ نیک بلا
کہے گی مجھ سے "میں گاؤں گی تم چھیڑو ذرا طبلہ"

بھویں تنتی ہیں کتنا ساتھ میں ہے تن سے لپٹی ہیں
کلام داغ شاید پڑھ کے یہ بن ٹھن کے بیٹھی ہیں
کہیں گی میرے کتے کیلئے کبھی پارٹنر لاؤ
کسی کا فرا ادامی ،، ڈیلہ سے اسکو بھی بہلاؤ
نہیں امی "نہیں امی

(۶)

سنا ہے فلم میں بھی یہ حسینہ کام کرتی ہے
نہ جانے ایک دن میں کتنے دل نیلام کرتی ہے

جو ہیرو مل گیا کوئی مجھے دلہن بنا دے گی
یہ دو ہی چار سینوں میں مجھے گھر سے بھگا دے گی
نہیں امی "نہیں امی

(۷)

ارے اس کو تو اس دن پارٹی میں ہمنے دیکھا تھا
کسی لڑکے نے اس پہ دور سے اک پھول پھینکا تھا
یہی تھے ٹاپس کانوں میں یہی ٹیشو کی ساری تھی
نظر سب سے بچا کر اس نے مجھ کو آنکھ ماری تھی

میرے گھر کی چھتیں اڑ جائیں گی سب اس کی تانوں سے
نہ سارنگی جدا میں کر سکوں گا [illegible] دانوں سے
نہیں امی نہیں امی

(۱۱)

غزالی آنکھ، چہرہ پھول شرمیلی نظر اس کی
حسیں گالوں پہ دو دو تل ہیں اور غائب کمر اسکی
مگر یہ سرو قد لڑکی نہیں میرے نصیبوں میں
یہ بیٹھ جائے گی فوراً شاعروں میں اور ادیبوں میں
نہیں امی، نہیں امی

(۱۲)

کھڑی ہے ریگ ساحل پر امیر البحر کی پوتی
صراحی دار گردن میں ہیں کچھ جان کچھ موتی
میرے دل کے سفینے کو چٹانوں سے نہ ٹکرا دے
کسی ملاح سے مجھ کو سمندر میں نہ پھکوا دے
نہیں امی نہیں امی

ممی اب تو سمندر ہی میں پھینک آؤ یہ تصویریں
نہیں ڈالو میرے قدموں میں تم شادی کی زنجیریں

جو سچ پوچھو۔ یہ سب شادی نہ کرنے کے بہانے ہیں
چلاتا تیر ہوں سب لڑکیاں میرے نشانے ہیں

مجھے دنیا کی ہر لڑکی حسیں معلوم ہوتی ہے
ہر اک صورت مجھے سحر آفریں معلوم ہوتی ہے

اگر ان لڑکیوں میں ایک سے شادی کروں گا میں
یقیں ہے مجھ کو، باقی کیلئے آہیں بھروں گا میں

کہو اب تم ہی امی میں کروں گا کس طرح شادی؟
میں ڈیڈی کی طرح ہرگز۔ قناعت کا نہیں عادی

"ارے الڑکے ارسالڑکے"

ختم ⁂ شد

غنڈے

تاش کے پتے پھینکو یارو   تاش کے پتے پھینکو یارو
سامنے دیکھو کمسن آتی ہے   کر کے سات سنگار
تاش کے پتے پھینکو یارو   تاش کے پتے پھینکو یارو

پہنچانا؟ ہے کون حسینہ؟
تھام لو اپنا اپنا سینہ
لنگڑے سیٹھ کی یار آتی ہے
ہفتے میں دو بار آتی ہے
چوڑیوں کی جھنکار سناتی ہے
پائل کے گیت سناتی ہے

آتی یہ ہر بار ہے یارو   کر کے سات سنگار

تاش کے پتے پھینکو یارو   تاش کے پتے پھینکو یارو

سیتے کا گلزار کھلاتی
ڈالی کی سی کمر لچکاتی
آج تو آتی ہے وہ اکیلی
ساتھ نہیں ہے اس کی سہیلی
کیوں بے تیلی اونگھ رہا ہے
اس کی خوشبو سونگھ رہا ہے؟

جب وہ آئے اکھڑ کے ہائے   آنکھ تو اس کو مار
تاش کے پتے پھینکو یارو   تاش کے پتے پھینکو یارو

ایک آنکھ والا

لے کے بیڑی کا ایک لمبا کش ایک چابک لگا کے گھوڑے کو
تانگے والا میر لگا لینے دیکھ کر اک حسین جوڑے کو

بابو جی ایک دن کا ذکر ہے یہ میں نے ریشم کی مشہدی لنگی
آنکھ پر کچھ جھکا کے باندھی تھی "یہ میری آنکھ"، چھپ گئی سی تھی

منہ میں قینچی کا ایک سگرٹ تھا کان میں سنطر کی پھریری تھی
کسی معشوق کو تن تنہا ڈھونڈتی ہر نگاہ میری

اس سڑک پر اس آنکھ نے دیکھا   چلبلی پیاری اک حسینہ کو
او آجا گڑیئے ادھر ذرا، کہہ کے   مار دی آنکھ اس لعینہ کو

اپنے گورے سے ہاتھ کا تھپڑ   میرے منہ پر جما دیا اس نے
یوں لگا جیسے گرم اک بوسہ   میرے منہ پر لگا دیا اس نے

اس حسیں ہاتھ کی حسیں سی خوشبو   اب بھی آتی ہے سونگھ لیتا ہوں
دو گھڑی بند کر کے میں آنکھیں   اپنے تانگے میں اونگھ لیتا ہوں

اور کیا چاہیئے تھا بابو جی..

اُس سے اور اُسی سے

زمیں کے چاند ترا حُسن آسمانی ہے
ہر ایک جلوہ ترا اِک نئی کہانی ہے

ہے تیرے جلووں سے رخشندہ میری عمر کی رات
زہے نصیب کہ تو ہو میری شریکِ حیات

ہے میرے اجڑے ہوئے گھر کو انتظار ترا
تو اے بہار اسے آکے رشکِ خلد بنا

مگر آؤں گا جو سرِ شام ہو کے میں بے حال
نہال دل کو کریں گے یہ تیرے پھول سے گال

گلے میں ہوں گے میرے گلہار تیری باہوں کے

چمک اٹھیں گے ستارے تیری نگاہوں کے

کرے گی زندہ مجھے تیری دلنشیں گفتار

میرے چمن میں رہے گا سدا یہ حسنِ بہار

کھلے گا دل کی کلی روح شاد ساں ہوگی

بہشت ہو گی اسی گھر میں تو جہاں ہو گی

قدم نہاد فرود آ کہ خانہ خانہ تست

(۲)

خدا کے واسطے کھولو کبھی آ کے دروازہ

میں کتنی دیر سے باہر کھڑا ہوں چیخ رہا

اگر علیل نہ ہو آپ کا مزاج شریف

تو پنکھا جھلیے ذرا اکھڑ کے کیجئے تکلیف

یہ چارپائی میری ٹیڑھی کیوں بچھائی ہے؟

بھلا انگیٹھی یہ کیوں فرش پر گرائی ہے؟

الٰہی کون یہ پانی کا دے گا اتنا بل؟

خدا کے واسطے کرتل کو نیدا اے کابل

چپا تپا میرے اللہ سب کی سب کچی!
تمام عمر ہی شاید رہو گی تم بچی!

نمک کی کان الٹ دی ہے آج سالن میں!
پیالہ پٹخ دے یہ جا کے آنگن میں

بس اٹھ بھی اب کوئی ایسا برا تو حال نہیں
مجھ غریب کا گھر ہے یہ ہسپتال نہیں

دبا دے پیر میرے اٹھ کے! اٹھ بھی اٹھ اے سست!

میاں کے دوست

آئے میاں کے دوست تو آتے چلے گئے
چھوٹے سے ایک گھر میں سماتے چلے گئے

وہ قہقہے لگے کہ چھتیں گھر کی اڑ گئیں
بنیاد سارے گھر کی ہلاتے چلے گئے

بکواس ان کی سن کے شیاطین رو پڑے
رویا جو ایک سب کو رلاتے چلے گئے

نوکر نے آج چائے کے دریا بہا دیئے
دریا سمندروں میں سماتے چلے گئے

الماریوں میں سہم گئے بسکٹوں کے ٹن
چن چن کے ایک ایک کو کھاتے چلے گئے

بیوی کی سہیلیاں

آئیں جو ایک اور بھی آتی چلی گئیں
چھوٹے سے ایک گھر میں سماتی چلی گئیں

بچوں کی فوج لے کے ہوئیں گھر پہ حملہ زن
ہم "دشمنوں" کے ہوش اڑاتی چلی گئیں

بچے ہی اٹھتے رہے دودھ بار بار
یہ بار بار دودھ پلاتی چلی گئیں

ننھوں نے ڈرائنگ روم میں دریا بہا دیئے
دریاؤں میں یہ بند لگاتی چلی گئیں

بچوں نے چھیڑے ناک سے ننھے سُر سُر
تا کہیں پکڑ لے "چھوں" یہ کراتی چلی گئیں

دیوار پر جہاں بھی سفیدی نظر پڑی
کٹھے کے پھول اس پہ بناتی چلی گئیں

اوراق ہر کتاب کے اُلٹے لگا کے تھوک
پیکوں کی مہر ان پہ لگاتی چلی گئیں

کھینچے انہوں نے آ کے مرے در ریڈیو کے کان
چاروں طرف سے اس کو بجاتی چلی گئیں

کھانے میں نقص انہوں نے نکالے ہزار ہا
ہر ناپسند چیز کو کھاتی چلی گئیں

بولی جو ایک دو کہانیاں تو سب "بولی کہانیاں"
پھر سو کہانیاں کہانیاں سناتی چلی گئیں

اس گھر میں آتے کھل گئے سب گھر والے راز
پردے پڑے ہوئے تھے اٹھاتی چلی گئیں

ہر ایک کا تھا یاد انہیں شجرۂ نسب
ہے کون کس کا باپ یہ بتاتی چلی گئیں

ہمسائیوں کے سر کی حجامت کے بعد بھی
قینچی زبان کی یہ چلاتی چلی گئیں

ہر سال ان کی عمر گھٹی چار پانچ سال
ہر سال وہ عمر غیر بڑھاتی چلی گئیں

دلہن کی طرح گھر تھا ہمارا سجا ہوا
بیوہ کی طرح اس کو مٹاتی چلی گئیں

رو رو کے آج مانگ رہا ہوں یہ دعا
اس گھر میں یہ بلائیں نہ پھر آئیں اے خدا

حیران ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں
سوتی ہے وہ سنبھالتی ہوں سارے گھر کو میں
بلّو کو چپ کراؤں کہ ماروں قمر کو میں
فرشِ زمیں دھوؤں کہ مانجوں ککر کو میں؟
کیوں اپنا گاؤں چھوڑ کے آئی نگر کو میں
رو رو کے یاد کرتی ہوں فادر مدر کو میں
دکھتی ہے ساس ہی مجھے دیکھوں جدھر کو میں
ہر اک سے پوچھتی ہوں کہ دیکھوں کدھر کو میں
ناز و ادا سے تھام کے اپنی کمر کو میں
جب اپنے دکھ سناؤں قمر کے پدر کو میں
کہتے ہیں وہ دیکھو آگ لگا دوں گا گھر کو میں
سنتا نہیں ہوں دھیڑے کسی کے سحر کو میں
گدائی کروں گا دل کو نہ زخمی جگر کو میں
اے کاش جانتا نہ تیری رہگذر کو میں

اچھا یہی ہے ڈھونڈ لے راحت غلاب میں
امّی کا ذکر کفر ہے میری جناب میں

مجھ سے بھی ہیں بڑھ کے میری دیورانیاں
پیپر میں چھاپ دوں گی میں ان کی کہانیاں

"پچھلی طرف کو پاؤں ہیں ان کی نشانیاں
چولھے میں جائیں ان کی یہ ظالم جوانیاں
کرتی ہیں راج گھر پہ یہ شیطان کی رانیاں
اس گھر میں فٹ ہیں جیسے گھڑی کی کمانیاں
جادوگروں سے سیکھ کے جادو بیانیاں
کرتی ہیں مجھ غریب پہ یہ ظلم رانیاں
کیا لکھوں ان کی مجھ پہ ہیں کیا مہربانیاں
ہر بات میں دکھاتی ہیں یہ نکتہ دانیاں
اک دو نہیں خیر سے چودہ ہیں رانیاں
شام و سحر یہ کرتی ہیں ریشہ دوانیاں
رہتی ہوں رات دن میں اسی پیچ و تاب میں
پہنچا دیں سائنس داں انہیں ماہتاب میں

نندوں کی ہر نگاہ جگر تک اتر گئی
اپنے خسر کی ڈانٹ میں سنتے ہی ڈر گئی
پہلی بہو تو خیر سے اللہ کے گھر گئی
ہنس ہنس کے جینے آئی تھی رو رو کے مر گئی
آئے گی تیسری بھی اگر میں گزر گئی
داب آبرو کے شیوہ اہل نظر گئی

عقیلہ — حرامزادی، تو وہ تھی جس داشتہ نے تجھ کو جنم دیا تھا
کلال زادی تھی، مال زادی تھی جس نے رشتہ تیرا لیا تھا

شکیلہ — تیرا حسین باپ تیری اماں کو ناگ پور سے بھگا کے لایا
گیا جو پکڑا تو میرا سسرا ہی کلموہے کو چھڑا کے لایا

عقیلہ — تمہارا سسرا وہی جو بھیڑیں کسی زمانے میں ہانکتا تھا
ہماری اماں کو روز چھپ چھپ کے اپنی کھڑکی سے تاکتا تھا

شکیلہ — تمہارا شوہر بھی چھپ کے کھڑکی سے روز ہماری کو جھانکتا ہے
وہ روز کھڑکی کے پاس کیوں بٹن قمیضوں میں ٹانکتا ہے
گنے تھے کل ہی لکھے جو اس نے وہ عشقیہ خط ہیں پوتے گیا
دکھاؤں گی سب کو آج یہ خط پڑے گا ان کو جھلہ سارا

عقیلہ — اری بہن!..... آپا..... کیا یہ سچ ہے؟ میری خطائیں معاف کر دو
یہ بہن بہن سے لڑی تو کیا ہے جو دل میں ہے سب ہی صاف کر دو
میں کتنی باتیں سنا رہی تھی زبان خاموش تھی تمہاری
قسم خدا کی بتاؤں کیسے ہو تم مجھے جان و دل سے پیاری
تم اپنے گھر میں مجھے بلانا میں چھپ کے دیکھوں گی سب نظارہ
جو وہ اشارے کریں گے تم کو ہوا کروں گی میں یہ عشق مارا
ابھی میں آتی ہوں میری پیاری رومال میں باندھ کر مٹھائی
ذرا مجھے بھی وہ خط پڑھانا کہ جن میں الفت گئی جتائی

تمہارا کتا ادھر جو آئے نہ روکو معصوم جانور ہے
وہاں جو کھائے یہاں بھی کھانے کہ یہ گھر بھی آخر اسی کا گھر ہے

تمہارا بکرا ہمیں ہنساتا ہے گھر میں آ کے ہلا کے ڈاڑھی
میں پیار سے روک دوں گا اس کو اگر وہ میری اٹھا سا ڈاڑھی

سن کے اس کا نام کر دیتے ہیں بند اپنی فغاں
سوجا ہیبت خاں کے پوتے سوجا چنگیم دھاڑ خاں

زیوروں کی بوریاں اونٹوں پر لے کر آئیگا
آج نوٹوں سے لدے چھکڑے وہ گھر میں لائیگا

میں اکیلی جان اتنے نوٹ رکھوں گی کہاں
سوجا ہیبت کے خاں کے پوتے سوجا چنگیم دھاڑ خاں

وہ اٹھی آندھی وہ سہمے گھر کے سب دیوار و در
اڑ گئے شاخوں سے کوے شاید آتا ہے وہ گھر

پونچھ لے جلدی سے آنسو گر رہے پیاری تجھ کو جان
سوجا ہیبت خاں کے پوتے سوجا چنگیم دھاڑ خاں

جمال زادہ

میرے ننھے چاند مت رو میرے شاہزادے سو جا
تیری ضد کہیں اے ظالم نہ مجھے رلا دے سو جا
تیرا باپ میرے گھر سے مجھے ورغلا کے لایا
ہو اوہ نسل جہنم جو مجھے بھگا کے لایا
تھا جمال نام اس کا اے جمال زادے سو جا
تیری ضد کہیں اے ظالم نہ مجھے رلا دے سو جا
مجھے نو مہینے کو جس نے کیا روز مجھ سے دنگا
نہیں اب وہ آنے والا گیا بھاگ وہ لفنگا
جسے میں کبھی نہ بھولوں تو اسے بھلا دے سو جا
تیری ضد کہیں اے ظالم نہ مجھے رلا دے سو جا

وہ کواڑ بند کر کے مجھے روز پیٹتا تھا
کبھی مثل چارپائی وہ مجھے گھسیٹتا تھا
تو اگر ہے میرا بیٹا اسے بد دعا دے سوجا
تیری ضد کہیں اے ظالم نہ مجھے رلا دے سوجا

میری چٹیا اس نے کاٹی میری ٹانگ اس نے توڑی
میرا کون ہے جہاں میں کہاں جاؤں میں نگوڑی
جو میں کر چکی ہوں اس کی نہ مجھے سزا دے سوجا
تیری ضد کہیں اے ظالم نہ مجھے رلا دے سوجا

وہ جو عاشقی کے دن تھے وہ کبھی کے کٹ چکے ہیں
میرے بک چکے ہیں زیور میرے کپڑے پھٹ چکے ہیں
کہیں میری آہ سوزاں نہ تجھے جلا دے سوجا
تیری ضد کہیں اے ظالم نہ مجھے رلا دے سوجا

نہ لبوں پہ اب ہے سرخی نہ ہی منہ پہ اب ہے غازہ
لئے جا رہی ہے قسمت میرے عشق کا جنازہ
کہیں حادثہ یہ پاگل نہ مجھے بنا دے سوجا
تیری ضد کہیں اے ظالم نہ مجھے رلا دے سوجا

مجھے کون آسرا دے میں ہوں شہر میں اکیلی
نہ مرا عزیز کوئی نہ مری کوئی سہیلی

میرے غم کو میرے دکھ کو تو ہی آسرا دے سو جا
تیری ضد کہیں اے ظالم نہ مجھے رلا دے سو جا
اے سو نہیں تو دوں گی تیرے منہ پہ ایک تھپڑ
کہیں پھینک دوں گی باہر تجھے مار کر دو ہنٹر
اے سؤر کے بچے مت رو اے حرامزادے سو جا
تیری ضد کہیں اے ظالم نہ مجھے رلا دے سو جا

چاچا رحیم اللہ

”مجھے روکا ہے کیوں؟ کیا بات ہے چاچا رحیم اللہ“

”اری یہ پوچھنا تھا آج کیسا ہے کریم اللہ“

”کریم اللہ تو کہنا تھا چچا سے مل کے آیا ہوں“

”اری اب بیٹھ بھی نا اِدھر کیا میں پرایا ہوں؟“

”چچا جانے دو زیبو ناک میں ہر وقت رہتی ہے“

”بہت آتا ہے غصہ تو چچا کیوں مجھ کو کہتی ہے“

”جو کہنا ہے ذرا جلدی کہو، اب مجھ کو جانا ہے“

”تیرے ہونٹوں پہ ظالم ہر گھڑی کوئی بہانا ہے“

”اوئی اللہ اتر آئے ہو تم تو ہاتھا پائی پر“

”او ظالم بیٹھ جا بس دو منٹ اس چار پائی پر“

"ارے چھوڑو کلائی توبہ چوڑی ٹوٹ جائے گی"

"میرا منہ میٹھا کرنی جا۔ کلائی چھوٹ جائے گی"

"میں رو دوں گی مجھے چھوڑو۔ چچی کو جا کے پکڑ و نا"

چچی چڑ ھ تو سہی جائے۔ پیاری بلّو مجھ سے اکڑو نا۔

"ارے میں مر گئی توبہ چچی وہ آ گئی چھوڑو"

"دگھتی ہرنی میاں اب بیٹھ کر تم اپنا دل جوڑو۔

انہیں راہوں میں بیٹھا روز حقہ گڑگڑاتا ہوں
سوا اس کے تصور کے میں سب کچھ بھول جاتا ہوں

میرے تکیوں پر لکھے ہوئے اشعار

یہ آرزو ہے کہ سُویا رہوں ہزاروں سال
قیامت آئے تو بیگم مجھے جگا دینا

⁂

کھانا ہمائی سے میری چغلیان بہار
میں نے آنکھیں بند کر لی ہیں مگر سویا نہیں

⁂

تکئے پہ شب کو پانی چھڑک کر میں سو گیا
وہ سمجھیں ان کے ہجر میں دیا تمام رات

.

پانچ چھ تکیوں کو پھیلا کر اڑھا دو اک لحاف
بھاگ جاؤ، بیویاں سمجھیں گی شوہر گھر میں ہے

⁂

کوشش کروں ہزار نہ آئے گی مجھ کو نیند
تکیہ ہے نرم، بیوی کا برتاؤ سخت ہے

⁂

خدایا کون یہ تکیے پہ میرے لکھ گیا آکر
"تیرا سر رنج بالیں ہے، تیرا تن بار بستر ہے"

ہمیں ہماری بیویوں سے بچاؤ

چپل پڑتی ہیں ہم پر جب بھی ہم دفتر سے آتے ہیں
ہلاکو خاں سے یا چنگیز خاں سے ان کے ناتے ہیں

نہ اٹھ کر پنکھا جھلتی ہیں، نہ دیتی ہیں ہمیں پانی
پسینہ اپنا ہم تو ٹھنڈی آہوں سے سکھاتے ہیں

انہیں لازم ہے جب ہم آئیں یہ جھک کر قدم چھو لیں
مجازی ہم خدا ہیں پھر بھی ان پر رحم کھاتے ہیں

اڑا لیتی ہیں سب نقدی تلاشی جیب کی لے کر
ہم اپنی ہی کمائی ان سے ڈر ڈر کے چھپاتے ہیں

کچھ انکم ٹیکس لے جاتا ہے۔ کچھ بیوی اڑاتی ہے
قسم اللہ کی، شوہر بہت دولت کماتے ہیں

سہیلی اِن کی آجائے تو سمجھو عید ہے ان کی
بگڑ جاتی ہیں جب ہم دوستوں کو گھر بلاتے ہیں
نہیں جاتیں کبھی باورچی خانے میں یہ بھولے سے
کماتا ہے بہت آقا، مزے نوکر اڑاتے ہیں
بہانہ کرکے دردِ سر کا اکثر لیٹ جاتی ہیں
نہ ہو نوکر اگر گھر میں، تو ہم چائے بناتے ہیں
ہے اِن کا کام رونا، پان کھانا یا بگڑ جانا
کریں کیا بادلِ ناخواستہ ان کو مناتے ہیں
خدایا آج کے شوہر ہیں یا معصوم بچے ہیں
ذرا سا گھور دے بیوی تو جھٹ یہ سہم جاتے ہیں
یہ جب روتی ہیں ہم اپنے کلیجے تھام لیتے ہیں
سیاہی چوس لے کر ان کے آنسو ہم سکھاتے ہیں
حجامت روز کر دیتی ہیں یہ غصے کی قینچی سے
غنیمت ہے کہ اپنی شیو تو ہم خود بناتے ہیں
اذاں جب مرغ دیتا ہے سمجھتی ہیں یہ لوری ہے
انہیں مرغے سلاتے ہیں، ہمیں مرغے جگاتے ہیں
چلے جاتے ہیں کھا کر روکھی سوکھی اپنے دفتر کو
بچارے مرد سب رو رو کے اپنے دن بتاتے ہیں

بروز حشر جیسے بھی ہیں شوہر بخشے جائیں گے
سدا جو بیویوں کے ظلم سہہ کر مسکراتے ہیں

کبھی آزاد تھے ہم ہائے اس قید غلامی سے
وہ دن کتنے تھے اچھے، ہائے وہ دن یاد آتے ہیں

دستکِ نیم شب

کھٹ کھٹاتا ہوں بہت دیر سے دروازہ کھول
اے مری روٹھی ہوئی بیوی ذرا منہ سے بول

رات کو دیر سے آنا میری عادت ہی سہی
میرا ہر عیب چھپانا تیری فطرت ہی سہی
میری راحت کیلئے تھوڑی سی زحمت ہی سہی
حرفِ الفت نہ سہی حرفِ ملامت ہی سہی

شیریں آواز کا کانوں میں میرے رس گھول
کھٹ کھٹاتا ہوں بہت دیر سے دروازہ کھول

شک نہ کر مجھ پہ مری جان سے پیاری ممتاز
پڑھ رہا تھا کسی مسجد میں تہجد کی نماز

ایک ہی صف میں کھڑے تھے وہاں محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ وہاں تھا نہ کوئی بندہ نواز

میرے ہی گھر سے نہ کر ہائے میرا بستر گول
کھٹ کھٹاتا ہوں بہت دیر سے دروازہ کھول

پھول اک روز ترے پیار کے توڑے میں نے
کھلانے والا سے تیرے عشق میں کوڑے میں نے
سر میں ہاتھ تیرے پھر کبھی نہ چھوڑے میں نے
پھر سسرال میں سا دوڑا دیئے گھوڑے میں نے

اپنے ماتھی کی ترازو میں ذرا مجھ کو تول
کھٹ کھٹاتا ہوں بہت دیر سے دروازہ کھول

"عشرت بیوی ہے" شوہر میں فنا ہو جانا
نہ کہ ہر بات میں شو خفا ہو جانا
یک بیک رحم و مروت کا ہوا ہو جانا
اور آیا ہمیں بیوی کا خدا ہو جانا

پر خدا کو بھی نہیں بندوں پہ اتنا کنٹرول
کھٹ کھٹاتا ہوں بہت دیر سے دروازہ کھول

تجھ کو میری ہی قسم ختم کر اب تو یہ سوانگ
رات کو کھیل نہ غصے کی یہ پیاری پینگ

اونچی دیوار سے کودا تو سرک جائیگی ٹانگ
مجھ سے پہلی سی محبت میری محبوب نہ مانگ
اور بھی فکر ہیں بیوی کی محبت کے سوا
راحتیں اور بھی ہیں بیوی کی راحت کے سوا

کیسے کر سکتا ہوں دن رات میں مجنوں کا رول
کھٹ کھٹاتا ہوں بہت دیر سے دروازہ کھول

"آہ کو چاہیئے اک عمر اثر ہونے تک"
کھٹ کھٹاتا ہی رہوں گا میں سحر ہونے تک
"دیکھیں کیا گزریں قطرے پہ گہر ہونے تک"
میں بھی جیتا ہوں محلے کو خبر ہونے تک"

آج اتر جائے گا شاید میری عزت کا خول
کھٹ کھٹاتا ہوں بہت دیر سے دروازہ کھول

اچھا جاتا ہوں مجھے دل سے بھلا دینا تم
یاد بھی آؤں تو دو اشک بہا لینا تم
میری تصویر کو سینے سے لگا لینا تم
ختم راشن ہو تو بنئے سے منگا لینا تم

آج نادم ہوں کہ کیوں تم سے پڑھائے دو بول
اب نہیں تم سے کہوں گا کبھی "دروازہ کھول"

مثنوی قہرِ عشق

ایک لڑکا "لڑکیاں" اپنی سدا
گاؤں کے باہر "بچایا" کرتا تھا

ایک دن سوجھی شرارت یہ اسے
ایک لڑکی سے محبت وہ کرے

چڑھ کے ایک ٹیلے پہ چلانے لگا
"عشق آیا عشق آیا دوڑنا"

گاؤں والے سن کے یہ گھبرا گئے
اس بچارے کی مدد کو آ گئے

سب نے شادی اس کی کر دی ایک سے
مل گیا وہ ان میں سب سے نیک سے

شہر میں ساتھ اپنے اس کو لے گیا
گاؤں کو داغ جدائی دے گیا

وہ تھی موجِ حسن یہ موجِ شراب
ہیپی کی تہ یا دیا اس کو خطاب

مست تھے وہ سب دلہن کی چاہ میں
سب کے سب آنکھیں بچھاتے راہ میں

رات دن دولہا نے دی جب دادِ عشق
ایک دن پیدا ہوئی اولادِ عشق

عظمت اللہ خاں رکھا بچے کا نام
ماں کی گودی میں تھا بچہ شاد کام

۲

وہ تھا دولہا اور دلہن تھی یہ کنیز — پتلی پتلی شوخ کومل اور دبیز
کچھ زمانہ خوب خوشیوں میں کٹا — ٹانگ ہی ٹوٹی نہ میرا سر پھٹا
آخرش بندی سے وہ اکتا گئے — میرے گردش میں ستارے آگئے
روز مجھ پر سختیاں ہونے لگیں — سرمگیں آنکھیں میری رونے لگیں
چینی کی گڑیا وہ ڈائن بن گئی — آم کی ڈالی بکائن بن گئی
آج ہنگامہ سا گھر میں ہو گیا — جاگ کر میرا نصیبہ سو گیا
رکھ کے سب شرم و حیا بالائے طاق
آج اس بندی نے لے لی ہے طلاق

۳

صبح یہ کتنی عظیم الشان تھی — چھ تھے وہ اور میں اکیلی جان تھی
تڑکے تڑکے جب چھڑا گھر میں فساد — میں بھی بولی دل میں "ہر چہ بادا باد"
میری نندوں نے مجھے رنڈی کہا — دیوروں نے مجھ کو پگڈنڈی کہا
جیٹھ جب بولے کہ تو کتے کی دم — میں بجا کر ہاتھ بولی "ہو گئے تم"

ساس کے زیرِ زنخداں تھی جھڑی — نرگس آسا تھی وہ آنگن میں کھڑی
گھور کر اس نے کہا مجھ سے کہ "او ڈائن" — ٹھہر جا، لیتی ہوں میں تیری بلائیں
پہلے آلپٹی وہ آتش کی طرح — بعد میں برسی وہ بارش کی طرح
گالیوں کی ہر طرف "بوچھاڑ" تھی — اک ذرا گھونگھٹ کی تھوڑی آڑ تھی
دستِ شفقت مجھ پہ جب پھرنے لگے — ٹپ ٹپ آنسو آنکھ سے گرنے لگے
جب میرے لے لے کے لتے تھک گئی — کولے مٹکاتی وہ بیٹھک تک گئی

ہانپ کر بولی کہ بدبٹا المدد
لے کے ڈنڈا آگئے عبد الصمد

مجھ پہ وہ ڈنڈا ابھرا اس طرح — کاغذی لکڑی پہ رندا جس طرح
میری چیخوں کی بجیں شہنائیاں — کھڑکیوں میں آگئیں ہمسائیاں
سب "مجاہد" رن میں کچھ ایسے ڈٹے — چوڑیاں ٹوٹیں میرے کپڑے پھٹے
تھام کر بازو گھماتے وہ رہے — جسم کی پھرکی پھراتے وہ رہے
میں نگوڑی ہو گئی جب "ادھ موئی" — فرش پر غش کھا کے اک دم گر پڑی
ہو گئے "وہ" چارپائی پر دراز — گاڑدی بندی پہ چشمِ نیم باز
منہ میں اپنے ٹھونس کر حقّے کی نے — کش لگاتے چند انہوں نے لیے
بولے مجھ سے "اور بھی کچھ لیجیے؟" — میں یہ بولی "ہاں وہ پرزہ" دیجیے

جھٹ انہوں نے ہاتھ میں دیدی طلاق
"عظمت اللہ" بولے "ہاں ہاں وہ بھی عاق"

عارضوں پہ تھپڑوں کی لالیاں
مہر میں لاکھوں ملی ہیں گالیاں

گھر کے دروازے پہ بنّی ہے کھڑی
اور کٹی چٹیا ہے آنگن میں پڑی

ٹھنڈا پانی پی کے کچھ کھٹ ماس کا
آخری بوسہ لیا ہے ساس کا

تانگہ یا تم ابھی منگواؤں گی
خیر ہے میکے چلی اب جاؤں گی

ساتھ میرے عظمت اللہ خاں ہے
لب پہ کُلُّ مَنْ علیہا فان ہے

ڈرامہ شیریں فرہاد

فرہاد :- میرے دل کی دھڑکن مری شاہزادی
مری آرزوؤں نے تجھ کو صدا دی
لباسِ حسیں تیرا یوں جگمگاتے
چمک دیکھ کر اس کی قمر سہم جاتے
گلستاں میں بلبل ترے گیت گاتے
کلی تیرے لب کا تبسم چراتے
ترے عشق نے آگ مجھ کو لگا دی
مری آرزوؤں نے تجھ کو صدا دی

شیریں: یہ جی چاہتا ہے کہ اب مسکرا کے
پٹخ دوں یہ ہیرے یہ موتی اٹھا کے
میں دل میں چراغ محبت جلا کے
رہوں گی ترے ساتھ کٹیا میں آ کے

اگرچہ ہوں محلوں میں رہنے کی عادی
مری آرزوؤں نے تجھ کو صدا دی

ایکسٹرا اسپلائیر:- رہی ہر مسل ہوئی ختم سینہ فگارو
یہ ہیرے یہ موتی یہ کپڑے اتارو
وہی پھر غریبی وہی نامرادی

شیریں:- مرے آگے الفت کا دامن نہ پھیلا
پہن گنارے موزے، اٹھا کوٹ میلا
یہ لے اپنی بیڑی، یہ لے اپنا تھیلا
پٹخ دے یہ مخمل پہن لے یہ کھادی

ایکسٹرا اسپلائیر:- یہ فی الحال تم دو روپے لے کے جاؤ
رسید اس رقم کی ابھی دے کے جاؤ
بہت چار سو ہیں کہ تم ہو عادی

شیریں: چلو دو روپے لے کے اب مسکرائیں

فرہاد:- بہت دن سے بھوکے ہیں راشن منگائیں

شیریں: جو ٹھنڈے پڑے ہیں وہ چولہے جلائیں

فرہاد:- "محبت کے یہ گیت" چولہوں میں جائیں
کہ فاقوں نے بنیادِ الفت ہلا دی

ــ ٭٭٭ ــ

مانگے کی کتابیں ـــــ واپسی پر

"کلامِ حالی" پہ گھی کی پیالی رکھی رہی تھی معاف کیجئے
پھر اس پہ اک دن دوات میری الٹ گئی تھی معاف کیجئے

"کلامِ داغ" آہ ننھے چوہے کے پیارے داغوں سے بھر گیا ہے
اور اس میں سے اک حسین غزل میں نے پھاڑ لی تھی معاف کیجئے

"کلامِ غالب" پہ غالب آئی تھی میرے بچوں کی بدتمیزی
ورق ورق ہو کے ہر غزل ان میں بٹ گئی تھی، معاف کیجئے

"کلامِ آزاد" جلد سے اپنی آج آزاد ہو گیا ہے
کہ اس پہ نندوں میں چھینا جھپٹی ہو گئی تھی معاف کیجئے

"کلامِ آتش" باورچی خانہ میں لے گئی تھی میری پڑوسن
سرورق پہ حساب بنئے کا لکھ گئی تھی، معاف کیجئے

"فسانۂ میر" پہ ذرا کھیر گر گئی تھی، نہ آئیں گھبرائیے
وہ کھیر جھٹ میں نے اپنے دامن سے پونچھ دی تھی معاف کیجئے

"انیس کے مرثیوں" پہ آنسو میرے گرے تو ورق پسیجے
لگا کے آنکھوں سے ان کو شاید میں رو پڑی تھی معاف کیجئے

وہ "بالِ جبریل" کھو گئی لے گئے ہیں شاید اسے فرشتے
سنبھال کر ورنہ طاقِ نسیاں پہ رکھی تھی، معاف کیجیے

وہ "کلامِ اکبر" کو میرے اصغر نے چار آنے میں بیچ ڈالا
زیادہ پیسے نہیں ملے چونکہ پھٹ گئی تھی، معاف کیجیے

وہ "شعلہ و شبنم" ایک مزدور مجھ سے یہ کہہ کے گیا تھا
کہ "جوش" نے یہ کتاب میرے لئے لکھی تھی، معاف کیجیے

وہ "بہارِ اختر" کو میرا اختر نہ پھینک آیا ہوں وادیوں میں
کتاب یہ اس نے ننھی سلمیٰ سے چھین لی تھی، معاف کیجیے

وہ "نقشِ فریادی"، روش جلدی) کہ روش اس کو پسند آیا
ہمارے گھر میں بہت ترقی نہ کر سکی تھی، معاف کیجیے

وہ "کتابِ راشد"، تو قافیوں کی تلاش میں آج گھر سے جلدی
میں کیا کہوں، یہ بہت ہی آزاد ہو گئی تھی معاف کیجیے

وہ "کلامِ جرکین"، پہ ایک دھبہ نہیں لگایا ہے دیکھ لیجیے
کتاب یہ آج ہم نے وضو کر کے پڑھی تھی، معاف کیجیے

بہت حفاظت سے لائی ہوں یہ کتابیں اپنی سنبھال لیجیے
بس پڑھ چکی "نظم"، اثر الماریوں سے مجھ کو نکال دیجیے

[illegible]

دو حرام زادے

پہلا شرابی۔ زمانہ گردش میں جھومتا ہے نشے نگاہوں کو آرہے ہیں
وہ ہاتھ زندہ رہیں خدایا جو مجھ کو وہسکی پلا رہے ہیں

دوسرا شرابی۔ جناب کیا آپ ہوش میں ہیں؟ اگر ہے ایسا تو اور لیجئے
شراب خانے میں آتے ہیں تو خودی کو غرقِ شراب کیجئے

پہلا شرابی۔ نشہ بہت ہو گیا ہے صاحب نہ اور دیجئے شراب مجھ کو
کہ اک بڑا سانپ لگ رہا ہے یہ لمبا لمبا کباب مجھ کو

دوسرا شرابی۔ کباب تو بہترین ملتے ہیں شام کو میرے گھر کے آگے
وہ اتنے خستہ کہ ٹوٹ جائیں اگر نہ لپٹے ہوں ان پہ دھاگے

پہلا شرابی۔ پتہ جناب اپنے گھر کا اس خاکسار کو بھی بتائیے گا
دوسرا شرابی۔ یہ کارڈ میرا ہے بھائی صاحب! ضرور تشریف لائیے گا

پہلا شرابی۔ اٹھارہ نمبر؟ نظام منزل؟ یہ میرے گھر کا پتہ ہے صاحب

دوسرا شرابی۔ منگا دوں گا ٹیکسی؟ بہت نشہ آپ کو اگر ہو گیا ہے صاحب

پہلا شرابی۔ نشے میں کوئی بھی اپنے گھر کا پتہ نہیں بھولتا ہے مسٹر

دوسرا شرابی۔ بہت سی پی لے تو ماں بہن تک کو بالیقین بھولتا ہے مسٹر

پہلا شرابی۔ میرے مکرم! یقین کر لو، بہک گئے ہو نشے میں گم ہو

دوسرا شرابی۔ تو گویا طلعت کے نام پر جو مکاں ہے اس کے مکین تم ہو

پہلا شرابی۔ قسم خدا کی اٹھارہ نمبر، نظام منزل مرا مکاں ہے

دوسرا شرابی۔ کرایہ دیتی ہے اس کا طلعت تو کہہ رہا ہے ترا مکاں ہے

پہلا شرابی۔ نشے میں کہتا ہوں صاف تجھ سے بہت ہی طلعت کو پیار مجھ سے

دوسرا شرابی۔ زباں کو دے لگام ورنہ تو آج کھائے گا مار مجھ سے

پہلا شرابی۔ جو ہاتھ مجھ پہ کبھی اٹھایا، طلاق لے لے گی تجھ سے طلعت

دوسرا شرابی۔ وہ تجھ کو سینڈل سے پیٹ دے گی کہ عشق کرتی ہے مجھ سے طلعت

پہلا شرابی۔ اگر تجھی سے وہ عشق کرتی گلے لگاتی نہ وہ مجھے بھی

دوسرا شرابی۔ ابھی جہنم میں بھیجتا ہوں، ترے نشے کو بھی اور تجھے بھی

پہلا شرابی۔ گلا یہ مت!! ہٹا لے اپنے یہ ہاتھ گندے، یہ کالے کالے

دوسرا شرابی۔ تباہ کر دوں گا، مار ڈالوں گا میں نہ چھوڑوں گا تجھ کو سالے

پہلا شرابی۔ اٹھارہ نمبر، نظام منزل میں بول بیٹا کبھی گھسے گا؟

دوسرا شرابی۔ تمہاری ماں کو گلے لگائے تمہارا یہ باپ ابھی گھسے گا

پہلا شرابی۔ کمینے کتے اچھے گریباں، رذیل پاجی، "چھٹی وہ ثنائی"۔۔

دوسرا شرابی۔ سُوّر کے بچے (گلاس ٹوٹے) حرام زادے (گری تپائی)،

شراب چھپڑ، کھٹاک گھونسے دھڑ دھم دھڑم دھماپ چل رہے ہیں

گلے پھلا کے، دُمیں اٹھا کے یہ دونوں مرغے اچھل رہے ہیں

تیسرا شرابی۔ حسین ہے موسم، سماں ہے رنگیں، لڑو نہیں بھائی باز آؤ۔

ارے او بیرا یہ کیا ہے گڑبڑ، یہ مر نہ جائیں انہیں چھڑاؤ

بیرا۔ جناب یہ دونوں باپ بیٹے ہیں، بھول جاتے ہیں روز پی کر

یہ دونوں رہتے ہیں ایک ہی گھر میں، غل مچاتے ہیں روز پی کر

تیسرا شرابی۔ اجی وہ طلعت کا کیا ہے قصہ؟ جو بن گئی زیب داستاں ہے

بیرا۔ اجی وہ ہے ایک نیک عورت جو "اس" کی بیوی اور "اس" کی ماں ہے

ختم شد

بورڈ آف انٹرویو

کتا کیوں اپنی دم دباتا ہے؟
کتنے میں ایک بندر آتا ہے؟

آسماں پر ستارے کتنے ہیں؟
شہر میں غم کے مارے کتنے ہیں؟

تھوبڑ ی پور میں کتنے سالی ہیں؟
شہر میں کے مکان خالی ہیں؟

آج کیا بھاؤ ہے بتاشے کا؟
کیٹس کا وزن کتنے ماشے تھا؟

لانگ فیلو کی کتنی ٹانگیں تھیں؟
صبح مرغے نے کتنی بانگیں دیں؟

اردو ناول میں کیا جھکاؤ ہے؟

کیوں نئی شاعری میں تناؤ ہے؟

شاعری کے ہیں کتنے امکانات؟

اس پر قلیوں کے کیا ہیں احسانات؟

ذوقؔ کتنے روپے کماتا تھا؟

اپنی بیوی سے کیوں چھپاتا تھا؟

مرزا غالبؔ کے کتنے بچے تھے؟

کتنے جھوٹے تھے کتنے سچے تھے؟

آئے محمود سترہ حملوں میں؟

کون شے لے گیا تھا گملوں میں؟

کچھ کہو آلوؤں کے بارے میں

کچھ کہو کھالوؤں کے بارے میں

کیوں ہمیں دیکھ کر ہو تم گم سم؟

الوؤں سے کبھی ملے ہو تم؟

ـــــ ٭٭٭ ـــــ

مُریدانِ باصفا

(۱)

یہاں سے ،،پیر صاحب،، اب نہ جانا
خدارا یہ ستم ہم پر نہ ڈھانا
مسلماں تم ہو ہم بے دین کافر
تمہیں اول ہمارے، تم ہی آخر
بہت ہی دور ہیں اسلام سے ہم
نہیں مانوس ابھی اس نام سے ہم
سمجھ لو کافروں کی ہے یہ بستی
یہاں تم سی نہیں ہے کوئی ہستی

تلاش پیر میں غمگین تھے ہم
بہت ملحد، بہت بے دین تھے ہم
بہت سارے راستے تم نے دکھائے
بہت پتھر تھے رستے سے ہٹائے

یہاں اب اک بڑی مسجد بنانا
نمازیں رات دن ہم کو پڑھانا
نہ جانا بھاگ ہم سے تنگ آکے
تمہیں پالیں گے ہم دنبے کھلا کے

پلائیں گے تمہیں ہر صبح بادام
کھلائیں گے تمہیں اخروٹ ہر شام
تمہیں ہم دیں گے لمبے لمبے چاقو
پلائیں گے تمہیں کڑوا تمباکو

چرس کے دم تمہیں لگوائیں گے ہم
کبھی تم سے نہیں اکتائیں گے ہم
تمہیں اب بیوی بچوں کو کرو یاد
سبھی فکروں سے اب ہو جاؤ آزاد

کہو تو آج بیڑا پار کر دیں
تمہاری شادیاں ہم چار کر دیں

بہت ہو تم اگر بچوں کے شیدا
یہاں بھی تو وہ ہو سکتے ہیں پیدا

(۱۲)

بہت عرصے سے تم گھبرا رہے تھے
وطن کو چوری چوری جا رہے تھے

پکڑ کر مار ڈالا آج ہم نے
شہادت کا پہنایا تاج ہم نے

کیئے ہم نے تمہارے پانچ ٹکڑے
تمہارے کر دیئے دو دو دھڑے

ابھی تم کو کفن پہنائیں گے ہم
بہت روئیں گے جب دفنائیں گے ہم

دلوں میں ہوک لب پہ آہ ہو گی
تمہاری اک حسین درگاہ ہو گی

سرہانے اک دیا جلتا رہے گا
درود اور فاتحہ چلتا رہے گا

کریں گے ہم تمہارا عرس ہر سال
مریدوں کو وہاں پر آتے گا حال

سب آئیں گے تمہاری لے کے یادیں
ملیں گی تم سے ہم سب کو مرادیں

یہ چہرہ اور یہ ریش پُر انور
دکھائی دے رہے ہیں آخری بار

چلو اب پیر کو گودی میں لے لو
لحد کی گود میں اس کو دھکیلو

کسی کی خاک میں ملتی جوانی دیکھتے جاؤ
بہا لے اشک اس کی لاش فانی دیکھتے جاؤ

بہت یہ وعظ کرتا تھا مگر یہ اب نہ بولے گا
کفن سرکاؤ اس کا بے زبانی دیکھتے جاؤ
مآل سوزِ غم ہائے نہانی دیکھتے جاؤ

مآل سوزِ غم ہائے نہانی دیکھتے جاؤ

ختم شد

سؤروں کی بغاوت

(۱)

جاؤ یہ اعلان کرو آج باجے بینڈ سے
اپنے بستر گول ہم کرلیں گے کل انگلینڈ سے

بچہ بچہ بوڑھا بوڑھا دشمنِ جاں ہے یہاں
ہم وہاں آباد ہیں ہر سمت ہیں موزی جہاں

پالتے ہیں موٹا کرتے ہیں، بہت کرتے ہیں پیار
پھیرتے ہیں دست شفقت ہم پہ آکر بار بار

بوسے لیتے ہیں، ہمیں صابن سے نہلاتے ہیں یہ
بعد میں اک دن پکاکر ہم کو کھا جاتے ہیں یہ

ہم نے صدیوں ہی سہی ہیں سختیاں انگریز کی
ٹکڑے ٹکڑے ہو کے ہم زینت بنے ہر میز کی
کانٹوں اور چھریوں سے ہم کو منہ میں لے جاتے ہے
ہم کو کھا کھا کر یہ اپنا راج پھیلاتے رہے
کریم بن کر ان کی ہر عورت کے گالوں میں ہیں ہم
بُرش بن بن کر پھرے ہر مرد کے بالوں میں ہم
اپنی دُم کے بال لے کر شیو یہ کرتے رہے
اپنی دُم تک سے کبھی مس پی ہیو یہ کرتے رہے
برش دانتوں کا بنا کر منہ میں لے جاتے ہیں یہ
اور جانے اب کہاں تک ہم کو پہنچاتے ہیں یہ
اس قدر ان کی طبیعت ہم پہ مائل ہو گئی
اپنی چربی ان کی چربی تک میں شامل ہو گئی
چھپ کے ہر اک چیز میں چپکے سے گھس جاتے ہیں ہم
ان کے "ہر شعبے" میں ہر "مد" میں نظر آتے ہیں ہم
اک طرف دشمن خدا ہے اک طرف انگریز ہے
ہم سے دونوں کا رویہ اشتعال انگیز ہے
ایک پل مت سوئیو اب ایک پل مت لیٹیو
باندھ لو رختِ سفر اے ماؤ، بہنو، بیٹیو!

آؤ ہم اس دیس کو چل دیں مسلماں ہوں جہاں
آؤ اب اس قوم کے جاکر بنیں ہم میہماں
رہیے واں جاکر جہاں مسلوں تک عیسائی نہ ہو
جان دینے کی مصیبت قوم پر آئی نہ ہو

(۲)

دو برس سے جنگلوں میں پھر رہے ہیں ہم اداس
کیا کریں کوئی پھٹکتا تک نہیں ہے اپنے پاس
دور سے آتی ہے کانوں میں صدائے "آخ تھو"
خوب روتے ہیں کلیجہ تھام کر رہیں اور تو،
ملک اپنا چھوڑنے کا آج یہ ریزلٹ ہے
ہر طرف ذلت ہے اپنی ہر طرف انسلٹ ہے
اس قدر توہین اپنی قوم کی ہوگی کہاں
ہم یہ سنتے ہیں "سُور کا بچہ" گالی ہے یہاں
وہ جو میخانوں میں چھپ چھپ کر چڑھاتے ہیں شراب
وے تو پی لیتے ہیں وہ کھاتے نہیں اپنے کباب
ہم غریبوں کو بھی وہ تھوڑا سا چکھ کر دیکھتے
ایک ٹکڑا ہیم کا منہ میں تو رکھ کر دیکھتے

گر شرابی لوگ کھا لیتے کبھی اپنے کباب
ہے یقین ہم کو وہ نالی میں بہا دیتے شراب
اے خدا آخر بتا کس کام کے ہیں ہم غریب؟
سامنے ہیں ہم مگر کھاتے نہیں یہ بدنصیب
رحم کھاؤ ہم پہ بابا - ہم نہیں اتنے بڑے
یہ سرِ تسلیم خم ہے آؤ لے کر چھرے
یہ نہیں آئیں گے، کہہ دو آج باجے بینڈ سے
ہم بہت پچھتا رہے ہیں آئے کیوں انگلینڈ سے
اس سے تو اچھا ہے، ہم سب موت عزت کی مریں
چھوڑ دیں یہ ملک اور انگلینڈ ہم واپس چلیں
ایک پل مت سوئیو، اب ایک پل مت بیٹھیو
باندھ لو رختِ سفر اے ماؤ، بہنو، بیٹیو!
جب وہاں جائیں گے ہم کو ہار پہنائیں گے وہ
کاٹ ہی دیں گے تو ہم کو پیار سے کھائیں گے وہ
رہتے کیوں اس جا جہاں میلوں تک عیسائی نہ ہو
بن کے دلہن گھر میں کوئی میم تک آئی نہ ہو

مثنوی تاج دین معراج دین

(۱)

میں لکھنے سے پہلے یہ کرتا ہوں طے
یہ اُنیّس سو تیس کا ذکر ہے

یہاں سے میں پہنچا ہوں لاہور میں
سمجھ لیجیے انگریز کے دور میں

میں ہوں اور پنجاب کے زندہ دل
وہ رخشندہ چہرے وہ تابندہ دل

میں گھر سے نکل آیا بازار میں
سمجھ لیجے کوٹ اور شلوار میں

کروں ان نظاروں کو اب میں بیاں
جو اس دور میں میں نے دیکھے وہاں

(۲)

خوشی ہی خوشی ہے جدھر دیکھئے
ذرا مسکرا کے ادھر دیکھئے
وہ سڑکوں پہ "پنجابی منڈے" چلے
کسی نے کہا دیکھو غنڈے چلے
جھکی ایسی پگڑی ہے اک آنکھ پر
پڑے گر کسی پر تو ترچھی نظر
یہ تہمد پہ بوسکی کی قمیض
جو دیکھے تو غش کھائے دل کا مریض
یہ ہیں اس طرح اپنی مونچھوں پہ تاؤ
کہ رستم بھی الجھے تو بولیں کہ "دو آؤ"
اکڑ کر چلے کیوں نہ ہر نوجواں
ہے قینچی کا سگرٹ بنوکِ زباں
بڑے فخر سے کش لگاتے چلے
دھوئیں پر دھواں یہ اڑاتے چلے

ادا کہہ رہی ہے کہ ہم شیر ہیں
ہر اک سامنے اپنے بکری کی ہیں

طبیعت کے فطرت کے رنگین ہیں
یہ "دادا" کے شوقین ہیں

نہیں کوئی غم خوش رہیں یہ مدام
فساد اور دنگے کریں صبح وشام

جسے چاہیں رستے میں کندھا لگائیں
وہ "چوں" بھی کرے تو الجھ اس سے جائیں

کہیں کیوں بے گالی کسے تو نے دی؟
نکالوں ابھی تیری "فوں" اور "نی"؛

یہ منٹوں میں بس دھن کے رکھ دیں اسے
ہزاروں میں یہ چن کے رکھ دیں اسے

یہ سمجھو نہیں پھر بچارے کی خبر
قیامت تلک اس سے رکھیں گے بیر

ہیں مشہور ان کے "!"
کریں لوگ ڈر ڈر کے ان کو سلام

ادب سے کہے جو انہیں "پہلوان"
رہے عزت اس کی بچے اس کی جان

یہ بھرپور سینہ یہ اٹھتا شباب
کہیں کھائیں گے جا کے نان و کباب
دو کہا اگر کسی نے کہ کچھ کھائیے
کہا خیر بہتر ہے منگوائیے
نہیں چومتے ان کے لب جام کو
کہ پیتے ہیں فالودہ یہ شام کو
کھڈے بازوں پر ہیں یاروں کے نام
ہر اک ان میں ہے عاشقی کا امام
بہت اونچا عورت کا سمجھیں مقام
یہ کرتے ہیں اس صنف کا احترام
یہ ہیں تاج و معراج و مہتاب علی
اکھاڑوں میں ان کی جوانی پلی
پیا ان کے جسموں نے سرسوں کا تیل
چڑھی ان کے فہ یہ جوانی کی بیل
بنے جسم فولاد ڈنٹر پیل کر
گزاریں یہ ہر شام ہنس کھیل کر
نہ دل میں یہ لائیں غم خوف و زشت
یہ دنیا ہی ان کے لئے ہے بہشت

بظاہر تو برطانیہ کا ہے راج
مگر اصل میں ان کے سر پہ ہے تاج

اشنان

پیپل کے اک پیڑ کے نیچے
منگا میلے کپڑے رکھ کے
اپنی ناک چھنکتا آیا
اور پھر گنگا جل میں نہایا
گندے منہ سے اُگل کے منتر
کرنے لگا وہ جسم پوِتر
پاپ اپنے جب دھو گیا منگا
بھر کر آہ یہ بولی گنگا
یہ کیا کر دیا تو نے آ کر؟
اب میں کہاں نہاؤں جا کر؟

کلاہ پوش

ویراں تھا صحرا خاموش تھا دریا
دریا کے کنارے سردی سے ٹھٹھرتا
اک اوڑھ کے ٹوپی چپ چاپ تھا بیٹھا
کرسی کی لئے ٹیک
کالا سا پہاڑ ایک

بہت بڑا آنسو

کس کی آنکھوں سے گرا ہے؟
یہ سمندر! — یہ بڑا سا آنسو!

آسمان کا بلبلہ

اِس پر بہت ہنستا ہوں میں
میرے خدا سن تو ذرا
یہ آسماں کا بلبلہ
کیوں تو نے ہم پر رکھ دیا؟

ایک چہلم

(۱)

جمیلہ اب اٹھو نہ آنسو بہاؤ
نہیں وقت رونے کا دریا بہاؤ

یہ دنیا ہے فانی، گیا جانے والا
وہ رونے سے واپس نہیں آنے والا

نہ بیکار اب تم دہائی مچاؤ
اٹھو سارے گھر میں صفائی کراؤ

تو کر صاف کمروں کو جلدی سے ذکیہ
تو چھت سے بڑا بانس کھٹالا رضیہ

چھپا کر کہیں رکھ دے میلی رضائی
بنائے گی باتیں شفاعت کی نائی

کریں صاف مل جل کے آنگن کو آؤ
خدا کے لئے ناک گھر کی بچاؤ

ذکیہ کی ماں تیز بستر منگانا
کرم دین کو دے کے سائیکل بھگانا

چٹائی ہے باورچیوں نے دبائی
نہیں گوشت لایا مجیدو قصائی

ورق یہ ہیں نقلی یہ چاول ہیں گھٹیا
انہیں جلد واپس کروالو بڑھیا

معزز معزز جو آئیں گے مہماں
بہت ناک اور بھوں چڑھائیں گے ناداں

خدا کے لئے جلد حقّے منگاؤ　　میاں بھاگ کر جائے لیٹن کی لاؤ
جو مرد آکے اظہار ماتم کریں گے　　وہ بیٹھک میں رو ئیں گے چائے پئیں گے
وہ حقّے ابھی گڑگڑائیں گے آکر　　وہ آہیں فلک پر اڑائیں گے آکر
سنائیں گے "مرحوم" کے وہ فسانے
کہ لب بولنے کو دیئے ہیں خدا نے

(۲)

وہ دلہن نے اتارا نہ تھا سُرخ جوڑا　　کہ دولہا نے دنیائے فانی کو چھوڑا
بہت خوب صورت بہت نیک تھا وہ　　ہزاروں جوانوں میں بس ایک تھا وہ
"نماز اِک بھی ہرگز نہ اس نے قضا کی　　شب و روز کرتا عبادت خدا کی"
جدھر دیکھتے ہیں ادھر غم ہی غم ہے　　کریں اس کا جتنا بھی ماتم وہ کم ہے
وہ کس پیار سے مجھ کو کہتا تھا خالا　　بہت تھا وہ سیدھا بہت بھُولا بھالا
جدائی میں اس کی ہوا دل دیوانا　　کہ لگتا ہے اچھا نہ پینا نہ کھانا"
"ہمارے محلے میں وہ جب بھی آتا　　خدا کی قسم ہم سے وہ مل کے جاتا
جگر کا وہ ٹکڑا تھا آنکھوں کا تارا　　ہمیں اپنی اولاد سے بھی تھا پیارا"
نہ رو رو کے بے حال ہو اے دُلہن تو　　نہ کر اس قدر آہ و رنج و محن تو
"وہ جنت میں خوشیاں منائیگا مت رو　　وہ حوروں سے اب دل لگائیگا مت رو"
"جمیلہ خدا کی قسم مسکرا دے　　تری بے قراری نہ ہم کو رلا دے

"آخر ہمیں بھی تو تھا جاں سے پیارا   مگر دے لیا ہم نے دل کو سہارا

"نہ کریں اتنے، نہ رو اتنا پیاری
ہمارے کلیجے پہ چلتی ہے آری"

(۳۳)

"رضیہ ذرا گرم چاول تو لانا   ذکیہ ذرا ٹھنڈا پانی پلانا
بہت خوبصورت بہت نیک تھا وہ   ہزاروں جوانوں میں بس ایک تھا وہ"
"جمیلہ مجھے روغنی نان دینا   وہ اٹھانا وہ پکوان دینا
جدائی میں اس کے ہوا دل رواتا   کہ لگتا ہے اچھا نہ پینا نہ کھانا"
"منگانا پلاؤ ذرا اور خالہ   بڑھانا ذرا قورمے کا پیالہ
جدھر دیکھتے ہیں ادھر غم ہی غم ہے   کریں اس کا جتنا بھی ماتم وہ کم ہے"
"ننھی کے زردے میں کشمش ہے تھوڑی   بہت دیر سے مانگتی ہے نگوڑی
وہ ٹکڑا جگر کا تھا آنکھوں کا تارا   ہمیں اپنی اولاد سے بھی تھا پیارا"
پڑا ہے پلاؤ میں گھی ڈالڈے کا   خدا تو ہی حافظ ہے میرے گلے کا
دلہن سے کہو آہ اتنی نہ روتے   بیچاری نہ بیکار میں جان کھوتے"
"اری بوٹیاں تین سالن میں تیرے   یہ چھیچھڑا لکھا تھا مقدر میں میرے
بہت خوب صورت بہت نیک تھا وہ   ہزاروں جوانوں میں بس ایک تھا وہ"
"دلہن گھر میں چورن اگر ہے تو لانا   نہیں تو ذرا کھاری بوتل منگانا
بہت ہی مزیدار تھا تیرا کھانا   بڑھا کر ذرا ہاتھ مجھ کو اٹھانا

"نہ کر بین اتنے نہ رو اتنا پیاری
ہمارے کلیجے پہ چلتی ہے آری

ـــــ ٭٭٭ ـــــ

پارٹیشن

"لہنا سنگھا کلمہ پڑھ
"لاالہ"، آگے پڑھ"

"آگے آپ بتا دیجئے
میری جان بچا لیجئے"

"آگے اگر مجھے آتا
تم سے میں کیوں پڑھواتا"

سوچ نہ اب بیکار رحیم
مار اس کو تلوار رحیم
دور ہوں اس کے سب دکھڑے
کر دو اس کے دو ٹکڑے

ـــــ ٭٭٭ ـــــ

پیر اور مُرید

(۱)

کھٹ کھٹ کھٹ

در پہ کھڑا ہے، کب سے آپ کا دیوانہ
جنت کا دروازہ کھولئے مولانا

چاند ہے، آدھی رات حسین ہے
دیکھنے والا کوئی نہیں ہے

لایا ہے اک "چیز" مزید مستانہ
جنت کا دروازہ کھولئے مولانا

شیطان کے داؤ چلا کے
لایا ہوں اک حور بھگا کے

رکھ لیجئے آغوش میں میرا نذرانہ
جنت کا دروازہ کھولئے مولانا

توبہ کتنی دیر لگائی
ہاں ہاں میں شیطان ہوں بھائی

آپ کی شمعِ رخ کا پرانا پروانہ
جنت کا دروازہ کھولئے مولانا

چل دوں گا میں پیر دبا کے
آپ کو میٹھی نیند سلا کے

چھلک نہ جائے میرے صبر کا پیمانہ
جنت کا دروازہ کھولئے مولانا

ختم شد

اجی پہلے آپ

"اجی رکھئے جنت کے در میں قدم"

"اجی پہلے آپ"

"اجی واہ پہلے نہ جائیں گے ہم"

"بھئی پہلے آپ"

"اجی بات اس میں تکلف کی کیا
قدم مبارک بڑھائیں ذرا
اجی چلئے، رک جائے گی سب جگہ"

"اجی پہلے آپ!"

"بھئی پہلے آپ!"

اجی بڑھ بھی چکیئے خدا کے لئے
سبھی اب تو جنت میں ہیں جا چکے
نہ اب مجھ سے کہیئے خدا کے لئے

"اجی پہلے آپ!"

عنایت ہے، شفقت ہے یہ آپ کی
مگر مجھ سے یہ تو نہ ہو گا کبھی
تکلف کی اللہ حد ہے کوئی
یہیں پر کھڑے ہو گئی اک صدی

"بس اب پہلے آپ"
"اجی پہلے آپ"

"ارے ہو گیا بند جنت کا در
خدایا بتا جائیں اب ہم کدھر؟
نہیں واپسی کے سوا کچھ مفر
چلو بھائی واپس چلیں اب مگر

"ذرا پہلے آپ!"
"اجی پہلے آپ"

اُونگھ

جنت کے پیارے جنگل میں ٹھنڈی ہوائیں جھوم رہی تھیں
رنگ رنگ چنریاں پہنے حوریں ہر سو گھوم رہی تھیں

نیلی دھوپ میں استادہ تھے جنت کی مسجد کے منارے
گنبد پر پرواز کناں تھے ننھے ننھے پنچھی پیارے

چورن کے اک پیڑ کے نیچے دودھ کی جھیل کے پاس اک مُلّا
حلوے کے اک ڈھیر کے اوپر سر کو جھکائے اونگھ رہا تھا

٭٭٭

میں اور شیطان دیکھ رہے تھے

جنت کی دیوار پہ چڑھ کر　　میں اور شیطان دیکھ رہے تھے
جو نہ کبھی ہم نے دیکھا تھا　　ہو کر حیران دیکھ رہے تھے

وادیٔ جنّت کے باغوں میں　　اف توبہ اک حشر بپا تھا
شیطان کے ہونٹوں پہ ہنسی تھی　　میرا کلیجہ کانپ رہا تھا

میں نہ کبھی بھولوں گا توبہ　　میں نے دیکھا جو نظّارا
وہ لعنت لعنت! ہا ہا بول رہا تھا　　جنت کا ہر منظر پیارا

موٹی موٹی توندوں والے　　بدصورت بدہیبت مُلّا!

خوف زدہ حوروں کے پیچھے   بھاگ رہے تھے کہہ کے "ہاہا"

"بچ کے کہاں جاؤ گی" یہ کہہ کے   وہ دیو اپنے ناچتے گاتے
چار طرف سے گھیر کے ان کو   ہنستے، کد کتے، شور مچاتے

ڈر کے چیخیں مار رہی تھیں   حوریں ریشمی ساڑھیوں والی
ان کے دل دھک دھک کرتے تھے   دیکھ کے شکلیں ڈھاڑھیوں والی

میں اور شیطان لب بہ دعا تھے   "اے اللہ بچانا ان کو
اپنے رحمت کے پردے میں   اے معبود چھپانا ان کو"

جہنم میں غنڈے

فرشتوں نے جب مجھ کو دوزخ میں پھینکا — ڈسا مجھ کو اک سانپ نے پہلے آکر
پھر اِک کالے بچھو نے "چٹکی" میری لی — پھر اک کھٹمل نے کاٹا مجھے مسکرا کر
جہنم کے بہکے ہوئے باسیوں نے — مجھے دیکھ کر قہقہے خوب مارے
چڑیلوں کے دادا، ٹھگنوں کے نانا — لگے کہنے "کیسی طبیعت ہے پیارے"
بھویں تن گئیں میری غصے کے مارے — کیا میری فطرت نے مجھ کو اشارا
جہنم کے ایک۔ ایک باسی کو میں نے — وہیں پر پچھاڑا، وہیں خوب مارا
اٹھائی وہاں میں نے ایسی قیامت — جہنم کے باسی جہنم سے بھاگے
میں لوہے کا لٹھ لے کے تھا پیچھے پیچھے — وہ اکھڑے قدم لے کے تھے آگے آگے
گئیں ٹوٹ ان نامرادوں کی کمریں — بہت ان کی آنکھوں نے آنسو بہائے
ہر اک کہہ رہا تھا بچاؤ، بچاؤ — ارے مر گئے مر گئے ہائے ہائے
جہنم کے لوگوں کی دیکھی یہ حالت — تو شان کریمی کو رحم ان پہ آیا
نکالو نکالو "اسے" جلد باہر! — یہ کہہ کر جہنم سے مجھ کو بھگایا
چلو یار منٹو، چلو کرشن چندر — سرِ شام جنت کا موسم سہانا

جب شام جنت میں ہوئی

جب شام جنت میں ہوئی
باغوں میں ہر سو گھوم کر
حوریں مری گھر آ گئیں
جو ماہر اک کام میں نے سنہ
جبکار کر پچکار کر
میں نے انہیں بٹھلایا
پر جب گنا میں نے انہیں
جو سب سے پیاری ان میں تھی
تھی وہ ہی گم
رہتا تھا گھر کے پاس ہی
کافر ادا ایک مولوی
میں نے گرج کر یہ کہا
اس سے کہ دو او ملعون ادھر
آ تو ذرا
سچ سچ بتا کیا بات ہے؟
ورنہ پوچھوں گا ترا موٹا گلا۔"

جنّت میں حسینوں کی بھوک ہڑتال

(۱)

داروغۂ جنت۔

اے بہت سی خوبصورت عورتو — اس طرح جنت میں آہیں مت بھرو
مہ لقاؤ گر نہ کچھ کھاؤ گی تم — ایک دن جنت میں مر جاؤ گی تم
کس کی یاد آتی ہے تم روتی ہو کیوں؟ — رات کو کانٹوں پہ تم سوتی ہو کیوں؟
آنسوؤں سے تر ہوئے کتنے رومال — یاس سے کملا گئے ہیں سرخ گال
جو تمہیں تکلیف ہے مجھ سے کہو — وادیٔ جنت میں بھوکی مت رہو
صف بہ صف دیکھو یہ ربڑی کے پہاڑ — ان کو کھائیے لے کے تم گھونگھٹ کی آڑ
جگمگاتیں ان پہ چاندی کے ورق — ہم نے جھڑکے ان پہ پھولوں کے عرق
دودھ کی جھیلوں پہ بالائی بھی ہے — کھوئے کی لسطخوں پہ رعنائی بھی ہے

سیر کر لو لے کے اک مصری کی ناؤ
جوہڑوں میں موتیوں کی کھیر ہے
ہر طرف شربت کی فواروں کا شور
رس گلے سڑکوں پہ ہیں بکھرے ہوئے
اے حسیں پریو! انہیں چن چن کے کھاؤ
دیکھو یہ گاجر کے حلوے کے محل
توڑ کر ایک "اینٹ" چکھو تو سہی
یہ نہیں پربت یہ ہیں سوہن کے کیک
یہ شکر کی ہے سڑک کھا جائیے
آ رہے ہیں وہ جو شتر بے مہار
پیڑ جنگل کے ثمر بردوش ہیں
آ! یہ لنگڑے ہیں پر یہ لنگڑاتے نہیں
توڑ لو پیڑوں سے یہ خوبانیاں
ننھے پنچھی سب تمہارے ہیں غلام
اپنے اپنے آشیانے چھوڑ کے
سب کے سب پھل تم کو یہ کر دیں گے پیش
اپنی چونچوں سے کھلائیں گے تمہیں

میٹھی میٹھی ہے ہوا جنت کی کھاؤ
"خواب ہستی" کی یہی تعبیر ہے
ناچتے ہیں ہر طرف برفی کے مور
جیسے تارے عرش پر بکھرے ہوئے
ان پہ یہ نمکین آنسو مت گراؤ
واہ ری بزم خدائے عز و جل
پیٹ میں ایک "اینٹ" رکھو تو سہی
کھاؤ ان کو کرسیوں کی لے کے ٹیک
بیٹھے کنکر نوش جاں فرمائیے
لا رہے ہیں یہ مربے بے شمار
مت ڈرو سیدے کے یہ خرگوش ہیں
طوطوں سے پوچھو نہ گر آئے یقیں
مت کرو بیکار آنا کانیاں
چاہو تو ان کو پکارو لے کے نام
لائیں گے جنت کے یہ پھل توڑ کے
مطلقاً ان کو نہیں کچھ فکرِ خویش
رو رہی ہو تم ہنسائیں گے تمہیں

گر حسینوں کو نہیں میٹھا پسند
میں ابھی حاضر کرو پکوان چند؟

(۲)

یہ حبش کے نان، یہ شامی کباب — ہو سکے تو کھائیے عالی جناب
شوربا بدھد کا تھوڑا لیجیے — کچھ چپلاؤ ہی تناول کیجیے
کوفتے بگلے کے یہ چکھیے ذرا — اک اٹھا کر منہ میں تو رکھیے ذرا
ہنس کے یہ گھونگھٹ ذرا سرکائیے — "نہر الفت" کی یہ مچھلی کھائیے
یہ شتر مرغوں کے انڈے ہیں حضور — قاف میں رکھا ہے مرغِ کوہِ طور
ضد نہیں کیجے اجی باز آئیے — مور کا تھوڑا متنجن کھائیے
ننھی چڑیوں کے سری پائے ہیں یہ — خوش ہوا ہے جس نے بھی کھائے ہیں یہ
یہ دلِ بلبل کا ایرانی اچار — لے وہ چٹخارے جو کھائے ایک بار
یہ دمن کی پیاز، یہ عربی سلاد — کھائے جو، برسوں کرے وہ اس کو یاد
جسم گرمی سے اگر گھبرائے ہیں — ہم چمکتے مورچھل بھی لائے ہیں
وادیٔ جنت سے کیوں بیزار ہو؟ — خودکشی کرنے پہ کیوں تیار ہو؟
بات کیا ہے دلہنو یہ تو بتاؤ — جوڑتا ہوں ہاتھ غصے میں نہ آؤ

اشک کیوں چمٹے ہوئے ہیں گال سے
پونچھ ڈالو ریشمی رومال سے

عورتیں:-

جاؤ جاؤ کچھ نہیں کھائیں گے ہم
فیصلہ یہ ہے کہ مر جائیں گے ہم

عورتیں سب سیدھی راہوں پر چلیں
شمع نیکی بن کے دنیا میں چلیں

گھر سے باہر عیش جب کرتے تھے مرد
گھر میں یا ہم بھرتے تھے ٹھنڈی آہیں یا سر درد

ہنس کے سہہ لیں زحمتیں اولاد کی
ہم نے دنیائے خدا آباد کی

کر دیا پورا ہر اک حکم خدا
اس کا ہر فرمان ہم لائے بجا

حکم تھا شوہر مجازی ہیں خدا
ان سے ہو سکتی نہیں عورت جدا

ہم تھے سیدھے آ گیا ہم کو یقین
تھی خبر کس کو حقیقت یہ نہیں

ان کی الفت اپنی فطرت بن گئی
گھر کی دوزخ اپنی جنت بن گئی

چوں کہ تھی شوہر پرستی فرض عین
ان سے ہٹ ہٹ کر ہمیں آتا تھا چین

اب تو ہر عورت فدائے مرد ہے
اپنے اپنے مرد کی ہمدرد ہے

آج جب ہنگام محشر آ گیا
سامنے کچھ اور نقشہ چھا گیا

یک بیک دشمن ستارے ہو گئے
مرد سب دوزخ کو پیارے ہو گئے

ہو گئے گو ان بچاروں سے گناہ
کر رہے ہیں آپ کیوں ہم کو تباہ

دل بھلا کیوں دیں گے بیگانوں کو ہم
پیٹ دیں گے آج غلمانوں کو ہم

ہم کو دیکھیں توبہ ان کی یہ مجال
نوچ دیں گے ان کے لمبے لمبے بال

اپنا اپنا ہم کو ،،گوہر،، چاہیئے
کچھ نہیں بس ہم کو شوہر چاہیئے

وہ رہیں بھوکے اور ہم جنت میں کھائیں
وہ جدا ہیں اور ہم خوشیاں منائیں

کچھ بھی ہو وہ ہیں شریک زندگی
زندگی میں ان سے ہے تابندگی

سچ تو یہ ہے وہ نہیں کرتے گناہ
دوستوں نے کر دیا ان کو تباہ

تولتے ان کی شرافت لے کے باٹ
بعد میں کرتے انہیں دوزخ الاٹ

دی سزا اور کچھ نہ کی انکوائیری
یہ تو ہے ،،سر مائیکل اُڈوائیری،،

سب فرشتوں کی غلط ہے ڈائیری
کچھ حقیقت اور زیادہ شاعری

کیا وہ کرتے ان پہ جب آیا شباب
کچھ چھنالوں نے کیا ان کو خراب

بزم دنیا میں بھی یہ تھیں ان کے ساتھ
آگئے دوزخ میں بھی یہ ان کے ہاتھ

کھولتا ہے خون وہ آیا ہے طیش
ہو رہے ہوں گے جہنم میں بھی عیش

نعرہ برلب ہاتھ میں ہیں جھنڈیاں
لے چلو جی ہیں جہاں وہ رنڈیاں

دیکھتے ہی ان کو اٹھ جائیں گے ہات
زور سے دیں گے کمر پہ ایک لات

کھٹ سے جب گھونسہ پڑے گا ناک پر
رو کے گر جائیں گے فرش خاک پہ

جب پڑے گی بیٹھ پہ لوہے کی سیخ
ان چھنالوں کی نکل جائے گی چیخ

آج دوزخ میں وہ ہو گا قتل عام
روئیں گے سب ساتیں اور کچھ تمام

لمبی لمبی لاٹھیاں چل جائیں گی
پوتیوں کو نانیاں یاد آئیں گی

ساڑھیاں اور بلاوز سب پھٹ جائیں گے
چوٹیوں کے ہاتھ سر کٹ جائیں گے

کر کے ان کی لمبی زلفیں تار تار
ہم پہنائیں گے انہیں جوتوں کے ہار

لنگڑے اور کانے گدھے منگوائیں گے ۔۔۔ "دلہنوں" کو ان پہ ہم بٹھائیں گے
ان کو پھر پلوائیں گے شوہر کا جوس ۔۔۔ ہر جگہ ان کا نکالیں گے جلوس
تھام لیں گے پھر گریبانوں سے ہم ۔۔۔ بیاہ دیں گے ان کو شیطانوں سے ہم
شوہروں کو آج واپس لائیں گے ۔۔۔ ہم کھلا کر ان کو پھر خود کھائیں گے
ہاں کھڑی ہو جاؤ اب تم صف بصف ۔۔۔ کوچ کر دو اب جہنم کی طرف

دور سے بولو کہ شوہر زندہ باد
شوہروں کی بیویاں پائندہ باد

شاعر خدا کے دربار میں

تیری دنیا میں سن سے آج تک کیا کیا کیا میں نے
کوئی چھ سو ستاون مہ رخوں کو دل دیا میں نے
شبستانوں میں میرے رات بھر اکثر رہیں بپا یاں
سدا روشن رکھا اپنے گناہوں کا دیا میں نے
برہنہ لڑکیاں جب میرے آگے رقص کرتی تھیں
انہی آنکھوں سے لوٹی ان کے جسموں کی ضیا میں نے
میرے گستاخ ہونٹوں پر بتوں کے نام رہتے تھے
تیرا جب نام آیا اپنے ہونٹوں کو سیا میں نے
حسین کالی گھٹا لہرائی جب بھی صحن گلشن پر
تو اس عالم میں مے خانے کا مے خانہ پیا میں نے
مگر سب سے بڑا یہ جرم میرا ہے میرے آقا
غلط اک قافیہ دیوان میں اپنے لکھ دیا میں نے

میرا دوست

السلام اے ہمدمِ دیرینہ شیطان الرجیم
ہر ادا پر تیری عاشق ہے میرا ذوقِ سلیم

تو نے بن مانگے ہی پوری کی میری ہر اک ادا
ہوں اگر انسان باحسان میں رکھوں گا یاد

سب تیرے دشمن ہیں لیکن میں ثناخواں ہوں ترا
اے عظیم الشان افسانے میں عنواں ہوں ترا

مرحبا صد مرحبا اے شاطر افلاک و ارض
حکم دے مجھ کو تو میں پورے کروں

بزمِ عالم میں نہ قدرت دے سکی تجھ کو شکست
تو نے تہبسٹ کر دیا ہے انتظامِ بود و ہست

دبدبہ پھیلا ترا صحرا بہ صحرا یم بہ یم
نیکیوں کو روند دیتے ہیں

رحم آجاتا ہے تجھ پر کس قدر مصروف ہے
اس پہ طرہ یہ کہ اس دربار سے موقوف ہے

ALLAMA IQBAL LIBRARY
305453

کچھ بھی ہو رہتی ہے ان آنکھوں کو تیری جستجو
آ گلے مل لیں، پرانے دوست ہیں، میں اور تو

کہنے میں اللہ اکبر جب بھی پڑھتا ہوں نماز
میرا کچھ نوٹس نہیں لیتا خدا تجھ سے نیاز

سر اٹھا لیتا ہوں اکتا کر میں اس دہلیز سے
خاک دلچسپی ”وہ“ لے اک بندۂ ناچیز سے

جب بلاتا ہوں تجھے اک پل میں آجاتا ہے تو
راستہ سیدھا ہو یا الٹا بتا جاتا ہے تو

”وہ“ ہے کتنی دور اور تو کس قدر نزدیک ہے
”وہ“ ہے اوروں کے لئے میرے لیے تو ٹھیک ہے

میرے مرشد کب تلک تیرے لئے آہیں بھروں؟
تو نظر آئے تو ہاتھوں پر ترے بیعت کروں

حشر کے دن جانِ جاں دھوکا نہ دے جانا مجھے
بزم دوزخ میں بھی اپنے ساتھ لے جانا مجھے

تو نہیں مانے گا میری تو حرام الدھر ہے
تو مصیبت ہے اذیت ہے بلا ہے قہر ہے

بھاگ جا میں تیرے دھوکے میں نہ ہرگز آؤں گا
میں نہیں اُلو کہ تیرے جال میں پھنس جاؤں گا

KASHMIR UNIVERSITY
IQBAL LIBRARY
Acc. No. 305458
Dated 14.3.00

ALLAMA
IQBAL LIBRARY
UNIVERSITY OF KASHMIR
HELP TO KEEP THIS BOOK
FRESH AND CLEAN.